سُود

اوراس کی تباہ کاریاں

تألیف

سعيد بن علي بن وهف القحطاني

ترجمہ

مبشر احسن وانی المدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی:2007،ایم فل،کشمیر یونیورسٹی2015.

ناشر

أحسن اکیڈمی

سلسلہ مترجم:49

نام کتاب: سوداوراس کی تباہ کاریاں ((الربا وأضراره))

تألیف: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، سعودي عرب

ترجمہ : مبشراحسن وانی/حفظہ اللہ تعالیٰ، ہیر پورہ شوپیان#9906885410#

مراجعہ :

معاون کمپوزر: ندیم احمد ڈار/حفظہ اللہ،دولت پورہ چاڈورہ #7298840013#

ناشر : احسن اکیڈمی، کشمیر

اشاعت1: اپریل2018

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ھیں

فہرست مضامین

شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	فہرست مضامین	3
	عرض ناشر	5
	تاثرات	6
	عرض مراجع	7
	عرض مترجم	9
	مقدمہ (مؤلف)	
	پہلا باب: اسلام سے پہلے سود	
	پہلی فصل: سود کی تعریف	
	أ۔ سود کی لغوی تعریف	
	ب۔ سود کی شرعی تعریف	
	دوسری فصل: یہود کے ہاں سود کا نظریہ	
	تیسری فصل: دور جاہلیت میں نظریہ سود	
	دوسرا باب: سود کے بارے میں اسلام کا موقف	
	پہلی فصل: سود کے بارے میں وارد چند نصوص کا بیان	
	دوسری فصل: ربا الفضل	
	أ۔ ربا الفضل کے بارے میں واردشدہ چند نصوص کا بیان	
	مدّ عجوۃ	
	ب۔ ربا الفضل اور سود کی دیگر اقسام کا حکم	
	تیسری فصل: ربا النسیئۃ	

	أ۔ ربا النسیئۃ کی تعریف	
	ب۔ ربا النسیئۃ کے بارے میں واردشدہ چند نصوص	
	چوتھی فصل: بیع العینۃ	
	أ۔ بیع عینہ کی تعریف	
	ب۔ بیع عینہ کا حکم اور اس کے بارے میں وارد چند نصوص کا تذکرہ	
	تیسرا باب: تفاضل اور نسیئۃ کے جواز کی صورتیں	
	پہلی فصل: مخصوص شروط کی صورت میں تفاضل کا جواز	
	أ۔ جب سود کی علّت باقی نہ ہو تو اس صورت میں تفاضل کے جواز کا بیان	
	ب۔ ناپی یا تولی جانے والی چیزوں میں تفاضل کے جواز کا بیان	
	دوسری فصل: کرنسی تبدیلی	
	أ۔ مراطلہ	
	ب۔ صَرَف	
	تیسری فصل: شبہات سے دور رہنے کی تاکید	
	چیزوں کی تین قسمیں ہیں	
	چوتھی فصل: سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج	
	أ۔ سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج	
	ب۔ سود حرام ہونے کے اسباب	
	خاتمہ	
	فہرس الاحادیث والآثار	
	کتابیات	

عرضِ ناشر

تاثرات

عرض مراجع

عرض مترجم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَه وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلى مَن لا نَبِيَّ بَعْدَهُ، أَمَّا بَعْدُ :

وصلی اللّٰه علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه و سلم تسلیما کثیرا

تحریر

مبشر احسن وانی المدنی

04/09/1436 بمطابق 22/06/2015

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمه (مؤلف)

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيّئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون﴾(1)

﴿يا أيها النّاس اتقوا ربّكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء ا واتقوا الله الذي تساء لون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا﴾ (2)

﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم أعمالكم و يغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما﴾(3)

أَما بعد! فإن أحسن الحديث كتاب الله تعالىٰ وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النّار.   أَمابعد!

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ”سود، اس کی تباہ کاریاں اور اسکے بدترین نتائج“ ایک ایسا موضوع ہے جس کی طرف خاص دھیان دیا جانا چاہئے؛ چونکہ ہر ایک مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ سود کے احکام وانواع سیکھ لے تا کہ وہ اس سے دور رہے؛ کیونکہ جو شخص سود کھائے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔

---

(1) سورة آل عمران:102 (2) سورة النساء :1 (3) سورة الأحزاب:70-71

یقیناً علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ چیز واضح کی ہے اور کتاب اللہ میں جو سود کے بارے میں آیات ہیں انہوں نے ان کی تفسیر بھی کی ہے اور اس موضوع سے متعلق جو احادیث نبی ﷺ سے مروی ہیں وہ بھی جمع کی ہیں۔

چنانچہ میں نے اپنے لئے اور-اپنے جیسے کمزوروں میں سے-جو (استفادہ کرنا) چاہے ان کے لئے سود کے حکم، نقصان اور افراد اور سماج پر اس کے آثار کے بارے میں کتاب وسنت سے دلائل جمع کی ہیں۔

میں نے اس موضوع کو مقدمہ، تین ابواب اور خاتمہ میں تقسیم کیا ہے:

پہلا باب: اسلام سے پہلے سود: یہ باب کئی فصول پر مشتمل ہے:

پہلی فصل: سود کی لغوی وشرعی تعریف

دوسری فصل: یہود کے ہاں سود

تیسری فصل: دور جاہلیت میں سود

دوسرا باب: سود کے بارے میں اسلام کا موقف، اس میں درج ذیل فصول شامل ہیں:

پہلی فصل: سود سے بچنے کے بارے میں واردشدہ کتاب وسنت کے چند نصوص۔

دوسری فصل: اضافہ کی صورت میں سود (ربا الفضل)۔

أ-ربا الفضل (اضافہ کی صورت میں سود) کے بارے میں واردشدہ چند نصوص۔

ب-اس قسم اور سود کی دیگر تمام اقسام کا حکم۔

تیسری فصل: ربا النسيئة (تأخیر کی صورت میں سود)

أ-اس کی تعریف

ب-چند ایسی نصوص جو اس کے بارے میں آئی ہیں اور اس سے منع کرتی ہیں۔

چوتھی فصل: بیع عینہ۔

أ-بیع عینہ کی تعریف

ب-اس کا حکم اور اس کی مذمت میں وارد چند نصوص

تیسرا باب: جن چیزوں میں تفاضل وتأخیر جائز ہے:

پہلی فصل: جو چیزیں نہ تولی جاتی ہیں اور نہ ہی ناپی جاتی ہیں ان میں تفاضل کے جواز کا بیان اور حیوان کو حیوان کے بدلہ تأخیر سے بیچنے کے جواز کا بیان۔

دوسری فصل: نقدی اور اس کے احکام۔

تیسری فصل: شبہات سے دور رہنے کی تاکید۔

چوتھی فصل: سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور اس کے نتائج۔

أ-سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور اس کے نتائج۔

ب-سود حرام ہونے کے اسباب

چونکہ میں نے معتمد، موثوق اور علی الاطلاق عظیم وجلیل مصادر: قرآن مجید اور رسول ﷺ کی احادیث مبارکہ سے اس کتاب کا مواد جمع کیا ہے، یہی ایسے دو سرچشمے ہیں کہ جو بھی ان پر عمل پیرا ہوا اور انہیں مضبوطی سے تھامے رکھے تو یقیناً وہ کامیاب وکامران ہوگا اور جو کوئی بھی ان سے یا ان کی تعلیمات سے منہ پھیرے وہ گمراہ ہوا اور اس کی ساری محنت ضائع ہوگی...

میں نے جملہ احادیث کی تخریج کرنے اور انہیں اپنے بنیادی مصادر کی طرف

منسوب کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، اگر حدیث (امام) بخاری ومسلم کی (کتاب) صحیح (بخاری وصحیح مسلم) کے علاوہ کسی اور کتاب کی ہو تو میں اس فن کے ماہر محقق علماء کے اقوال نقل کرتے ہوئے اس (حدیث) کا درجہ بھی بیان کرتا ہوں۔

میں اپنی تعریف آپ نہیں کرتا ہوں، بلکہ معصوم وہی ہے جسے اللہ نے معصوم (عن الخطأ) قرار دیا ہے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم)۔ میں تو بس اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے اعمال خالص اپنے لئے رکھے، اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال کی توفیق عطا فرمائے جن کو وہ پسند کرتا اور جن سے وہ راضی ہو، یقیناً وہی اس کا حقدار ہے اور وہی ایسا کرسکتا ہے۔

سبحان ربک رب العزة عمّا يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين. وصلى الله وسلم وبارک على نبينا محمد، وعلى آله ، وأصحابه أجمعين.

سعيد بن علي القحطاني

پہلا باب

اسلام سے پہلے سود

پہلی فصل: سود کی لغوی وشرعی تعریف

دوسری فصل: یہود کے ہاں سُود

تیسری فصل: دورِ جاہلیت میں سُود

پہلی فصل

سُود کی تعریف

أ- لغوی اعتبار سے سود (الربا) کی تعریف

ب- شرعی اعتبار سے سود کی تعریف

أ۔ لغوی اعتبار سے **رِبا** (سود) کی تعریف

ربا لغۃ: رَبَا رُبُوًّ جیسے عُلُوًّا اور رَبَاءَ کا معنی: ''زَادَ وَنَمَا''، یعنی ''اضافہ ہوا اور دُہرا ہوا'' ہے۔(4)

اور باب: رَبَا یَرْبُوْ سے بھی یہی مراد ہے، یہ الف کے اضافہ سے لکھا جاتا ہے اور اس کی تثنیہ ''ربوان'' ہے۔

کوفی علماء (نحو) نے اسے یَاء کے اضافہ سے (رَبَی کی صورت میں) لکھنے کا جواز دیا ہے اور اس کے شروع میں کسرہ ہونے کی وجہ سے؛ اسکی تثنیہ یَــــاء سے ہے، البتہ بصریوں نے انہیں غلط قرار دیا، علماء نے کہا: مصحف میں انہوں نے اسے واؤ (الــربٰو) کی صورت میں لکھا ہے۔

(امام) فراء نے کہا: انہوں نے اس لئے اسے واؤ سے لکھا ہے؛ کیونکہ اہل حجاز نے اہل حیرہ سے خطاطی سیکھی ہے اور انکی لغت میں واؤ استعمال ہوتا ہے، لہٰذا انہوں نے ہی ان کی اپنی لغت کے مطابق خطاطی سکھائی ہے۔

کہا: اسی طرح ابو سماک العدوی نے بھی اسے واؤ سے پڑھا ہے، جبکہ (امام) حمزہ اور کسائی نے اس کے شروع میں کسرہ ہونیکی وجہ سے اسے امالہ کی صورت میں پڑھا ہے، اور دیگر علماء نے باء کی فتحہ کی وجہ سے **تفخیم** (موٹا کرنے) سے پڑھا ہے۔

---

(4) القاموس المحیط، فصل راء، باب الیاء: 322/4.

(امام فراء نے) کہا: اسے الف، واؤ اور یاء تینوں کی صورت میں لکھنا جائز ہے۔

نیز اہل لغت نے کہا: ''الرّماء'' میم اور مدّ کے ساتھ ہے اور اسی طرح ''الرّبیة'' راء کے ضمہ (پیش) اور بغیر تشدید کے ''ربا'' میں ہی ایک لہجہ ہے اور ''ربا'' کی اصل ''اضافہ'' ہے، جب کوئی چیز بڑھ جاتی ہے تو کہا جاتا ہے: " ربا الشيئ يربى"، اور جب کوئی آدمی سود کا کاروبار کرلے تو کہا جاتا ہے: "أربى الرجل و أرمى"۔(5)

سودخور کو اس وجہ سے مُربِی کہا گیا ہے؛ کیونکہ وہ اس مال کو دوہرا کردیتا ہے جو فی الوقت اس کے قرض خواہ کے ذمہ ہوتا ہے؛ یا اس وجہ سے کہ وہ اس میں سے کچھ حصہ اس مدت کی وجہ سے قرض خواہ پر اضافہ کرتا ہے جس مدت تک وہ اسے مہلت دیتا ہے، لہٰذا وہ اس کی اس مدت میں اضافہ کرتا ہے جو اسے قرضہ چکانے تک باقی تھی۔(6)

لہٰذا ''ربا'' لغوی طور پر: ''اضافہ'' ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ﴾(7) ''پھر جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہوتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَى مِنْ أُمَّةٍ ﴾ (8) ''تاکہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے''۔ یعنی (یہاں پر أَرْبَی سے

(5) شرح النووي على صحيح مسلم: 8/11.

(6) جامع البيان في تفسير القرآن: 67/3.

(7) سورة الحج: 5. (8)سورة النحل: 92.

اکثر تعداد والی (مراد ہے)۔

اور جب کوئی کسی پر اضافہ کرے تو کہا جاتا ہے: "أرْبَى فُلان على فُلانٍ"(9)

درحقیقت ''ربا'' اضافہ کرنے کا نام ہے، جیسا کہ گزر چکا۔ خواہ وہ اضافہ اسی چیز میں ہو یا اس کے بمقابل چیز میں، جیسے ایک درہم کے بدلہ دو درہم اور ''ربا'' ہر قسم کے حرام کاروبار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ب: ''ربا'' کی شرعی تعریف

شرعی طور پر ''ربا'': مخصوص چیزوں میں اضافہ کو کہتے ہیں۔ اور یہ دو چیزوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے:

رِبَا الفضل اور رِبَا النسيئة

(9) دیکھئے: المغني: 3/4 از ابن قدامه.

دوسری فصل

یہود کے ہاں سود

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہود کے ہاں بہت سے حیلے اور باطل بہانے تھے جنہیں وہ بطور حیلہ پیش کرتے اور اپنے انبیاء کو دھوکہ دیتے تھے، چونکہ انہی باطل بہانوں میں سے ایک وہ بہانہ بھی ہے جسکے ذریعہ سے وہ سود کھاتے ہیں حالانکہ اللہ نے ان کو اس سے منع کیا ہے اور ان پر سود حرام کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ﴾ (12) ''اور ان کے سود کھانے کی وجہ سے (ان پر لعنت کی گئی) حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا''۔

"حافظ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے انہیں - یعنی یہود کو - سود سے منع کیا، لیکن انہوں نے پھر بھی اسے لیا اور کھایا اور اس کے لئے کئی حیلے بہانے اور مختلف شبہات تلاش کئے، یہاں تک کہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھایا"۔ (13)

چونکہ یہود نے سود کو حرام قرار دینے والی نصوص میں یوں تحریف کی کہ اس حرمت کو اس حد تک محدود کیا کہ یہود آپس میں ایک دوسرے سے سود نہ لیں، البتہ رہی بات اس کی کہ اگر کوئی یہودی غیر یہودی سے سود لے تو انہوں نے اسے بغیر کسی حرج کے جائز قرار دیا ہے۔

انکے راہبوں میں سے راب نامی شخص کہتا ہے: "جب کسی نصرانی کو پیسوں کی ضرورت ہو تو یہودی کو چاہیئے کہ وہ ہر طرف سے اس پر ٹوٹ پڑے اور سخت قسم کے سود پر مزید سخت قسم کا سود اس پر عائد کرلے، یہاں تک اسے زیر کرلے اور وہ نصرانی اپنی پوری پراپرٹی نیلام کئے بغیر اسے ادا نہ کرسکے یا کم از کم وہ (یہودی کا) پیسہ سود سمیت اس نصرانی

---

(12) سورة النساء: 160.　　(13) تفسير ابن كثير: 584/1.

کی پراپرٹی کے برابر کی مقدار پہنچے اور تب جا کر یہودی اپنے اس نصرانی قرضدار پر دعوہ بولے اور حاکم وقت کی مدد کے اس کی پراپرٹی پر قبضہ کر ڈالے"(14)

لہٰذا اللہ تعالی کے کلام سے یہ بات عیاں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے توراہ میں یہود پر سود حرام کیا تھا، لیکن انہوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، تحریف کی، تبدیلی کی اور یہ دعوہ کیا کہ یہ تحریم صرف یہود کے درمیان سودی معاملات کے بارے میں ہے، البتہ جب وہ دوسروں کے ساتھ معاملہ کریں تو اس وقت انکے باطل دعوے کے مطابق سودخوری حرام نہیں ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی کتاب عزیز میں مذمت کی ہے، جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا۔

(14)الربا و أثره على المحتمع الإ سلامي: ص:31.

تیسری فصل

دور جاہلیت میں سود

یقیناً دور جاہلیت میں سود بڑے پیمانے پر پھیلا تھا، بلکہ -بزعم خویش- وہ اسے اُن بڑے فوائد میں سے شمار کرتے تھے جن سے انہیں مال کثیر حاصل ہوتا تھا، چونکہ (امام) طبری نے اپنی تفسیر میں اپنی سند سے مجاہد سے روایت کی کہ اس نے کہا:"جاہلیت میں کسی شخص کا دوسرے پر قرضہ ہوتا تو وہ اسے کہتا تھا، آپ مجھے مہلت دیجئے اور اس کے بدلہ آپ کو میں اتنی رقم اضافی طور پر دوں گا، تو وہ اسے مہلت دیتا"۔(15)

دور جاہلیت میں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب قرضہ چکانے کا وقت آجاتا تو قرض خواہ قرض دار سے کہتا: قرضہ ادا کرو گے یا سود دو گے؟؛ چونکہ اگر وہ قرضہ ادا کرسکتا تھا تو صاحب مال اس قرضہ پر ایک خاص مقدار اضافہ کرتا تھا اور ادائیگی کی مدت بڑھا دیتا تھا؛ چونکہ جاہلیت میں دوہرا کرنے کی صورت میں بھی سود پایا جاتا تھا اور اسی طرح عمر بڑھانے کی صورت میں بھی سود پایا جاتا تھا؛ چونکہ جب کسی شخص کا کسی پر قرضہ ہوتا، تو وہ اسے ادائیگی کے وقت پوچھتا تھا:''قرضہ چکاؤ گے یا اضافہ کرو گے؟، اگر اس کے پاس کوئی چیز ہوتی تو وہ قرضہ چکا لیتا، اگر نہیں ہوتا تو وہ اس جانور سے بڑی عمر کے جانور کی طرف اپنا قرضہ تبدیل کرتا جو اس پر پہلے قرضہ ہوتا تھا، چونکہ اگر اس پر بنت مخاص (ایک سال کا) جانور قرضہ ہوتا تو وہ اسے (بنت لبون) دو سال والے میں تبدیل کرتا، پھر جب دوسرے سال وہ مطالبہ کرتا اگر یہ ادا نہ کرپاتا تو وہ اسے تین سال کے جانور میں تبدیل کرتا، پھر اسے چار سال کے جانور میں تبدیل کرتا، پھر پانچ سال جانور میں تبدیل کرتا اور ایسے ہی مدت

(15)جامع البيان في تفسير القرآن: 67/3.

پوری ہونے پر یہ سلسلہ آگے بڑھتا تھا یہاں تک کہ قرض دار پر بہت زیادہ مال جمع ہوجاتا تھا اور قیمتوں کے حوالہ سے بھی ایسا ہی ہوتا تھا، قرضدار آتا اور اگر قرض خواہ کے پاس مال نہ ہوتا تو وہ اسے آئیندہ سال (تک کے لئے مہلت دے کر) دہرا کرتا تھا، اگر آئندہ سال بھی اس کے پاس پیسہ نہ ہوتا تو وہ اسے پھر سے دہرا کرتا تھا، اگر اس کے ذمہ سو روپیہ ہوتا تو وہ اسے دو سو کرلیتا تھا، اگر آئندہ سال اس کے پاس مال نہ ہوتا (تا کہ قرضہ ادا کرے) تو وہ اسے چار سو کرلیتا تھا، (چونکہ طریقہ یہی تھا کہ) یا تو وہ قرضہ ادا کرے یا پھر ہر سال اس میں دہرا اضافہ ہوتا رہے گا"۔(16)

چونکہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **﴿يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافا مضاعفة واتّقوا اللّٰه لعلكم تفلحون﴾(17)۔**

''اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالی سے ڈرو تا کہ تمہیں نجات ملے''

چونکہ جاہلیت میں سود- جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا- ان منافع میں سے شمار کیا جاتا تھا جنہیں مالدار شخص حاصل کرتا تھا اور اسے اپنے دوسرے بھائی کے نقصان کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی کہ خواہ فائدہ، یا نقصان ہو اسے غریبی کا سامنا ہو، المھم اسے خود مال حاصل ہوجاتا تھا، اگر چہ اس سے دوسرے لوگ ہلاک بھی ہوجاتے اور یہ سب صرف دور جاہلیت

(16) دیکھے: جامع البيان في تفسير القرآن: 59/4، فتح القدير از شوكاني: 294/1، مؤطا امام مالك: 672/2، اور اس کی شرح از زرقاني: 324/3.

(17) سورة آل عمران: 130.

کی بداخلاقی بدفعلی اور فطرت سلیم کی تبدیلی کی وجہ سے ہوتا تھا۔

چونکہ وہ ایسے سماج میں رہتے تھے جس میں بداخلاقی، بدکرداری اور دوسروں کا عدم احترام عروج پر تھا، وہاں چھوٹا بڑے کا احترام نہیں کرتا تھا، امیر غریبوں سے شفقت نہیں کرتا تھا، بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کرتا تھا لہٰذا وہ قوم اپنے نشے میں اندھے پن میں مبتلا تھی۔

افسوس کی بات یہ ھے کی سود صرف جاہلیت کے دور میں ہی نہیں پھیلا تھا، بلکہ یہ تو ان سماجوں میں بھی پھیلا جو اسلام کے دعویدار ہیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے قوانین نافذ کرنے کے دعویدار ہیں...!

چونکہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی کرے اور اس کے احکام نافذ کرے، البتہ جو لوگ اسلام کا دعوہ کرتے ہیں اگر ان میں سے کوئی سود کھائے، تو ہم اسے اس بڑے جرم سے متنبہ کرنے اور نصیحت کرنے کے بعد کہیں گے کہ:

"وہ نزول قرآن بلکہ بعثت نبی محمد ﷺ سے پہلے کی جاہلیت کی طرف دوبارہ واپس لوٹا ہے"

اللہ کی مدد سے عنقریب اس بارے میں تفصیل آئے گی۔

دوسرا باب

سود کے بارے میں اسلام کا موقف

پہلی فصل: سود سے بچنے کے بارے میں وارد شدہ کتاب وسنت کے چند نصوص

دوسری فصل: اضافہ کی صورت میں سود (ربا الفضل)

تیسری فصل: تاخیر کی صورت میں سود (ربا النسیئۃ)

چوتھی فصل: بیع عینہ

پہلی فصل

سود اور اس سے بچنے اور اس میں ملوث ہونے والے کے انجام کے بارے میں وارد شدہ چند نصوص کا بیان

یقیناً سود سے اجتناب کرنے کے بارے میں کتاب وسنت کی کئی نصوص موجود ہیں، چونکہ اللہ تعالی کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ہی دو ایسے صاف وشفاف مصدر ہیں کہ جو کوئی بھی ان کو تھامے اور جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل کرے، تو وہی کامیاب وکامران قرار پایا، جو ان سے اعراض کرے یقیناً اس کی زندگی تنگ ہوگی اور وہ قیامت کے دن اندھا ہو کر کے اٹھایا جائے گا، ذیل میں ہم سود کے بارے میں کتاب وسنت میں وارد چند نصوص پیش کریں گے، اللہ تعالیٰ سے ہی مدد کی درخواست ہے اور اسی پر اعتماد ہے:

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿**الذین یأکلون الربا لا یقومون إلا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطٰن من المس ذلک بأنهم قالوا انما البیع مثل الربا وأحل اللّٰه البیع وحرم الربا فمن جاءه موعظة من ربه فانتهی فله ما سلف وأمره إلی اللّٰه ومن عاد فأولٰئک أصحاب النار هم فیها خالدون**﴾(18)

"سود خور لوگ صرف اسی طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خطبی بنادے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کی تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جس نے پھر بھی کیا وہ جہنمی ہے ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے"۔

اور فرمایا: ﴿**یمحق اللّٰه الربٰوا و یربی الصّدقٰت واللّٰه لا یحب کل کفّارٍ اثیم**﴾(19)

---

(18)سورة البقرة:275.　　(19)سورة البقرة:276.

"اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گناہ گار کو دوست نہیں رکھتا"

اور فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْن * فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (20)

" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو' اگر تم سچ مچ ایماندار ہو، پس اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا " .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ پر سب سے آخر میں یہی آیت نازل ہوئی ہے"۔ (21)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (22)

"اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے" .

اور جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو سود سے منع کیا اور اسے ان پر حرام قرار دیا، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹھکرانے کی خاطر حیلے بہانے اختیار کئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے

(20) سورة البقرة:279-278.

(21) فتح الباري شرح صحيح البخاري :314/4.

(22) سورة آل عمران:130.

بارے میں فرمایا: ﴿ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَاباً اَلِيْماً﴾ (23)

"اور سود، جس سے منع کئے گئے تھے، اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں ہم نے ان کے لئے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں"۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَآ آتَيْتُمْ مِّنْ رِّباً لِّيَرْبُوَا فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾ (24)

"تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو کچھ صدقہ زکوۃ تم اللہ تعالیٰ کے چہرے کی طلب کے لئے (خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی اپنا مال دو چند کرنے والے"۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا: ((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : آكِلَ الرِّبَا ، وَ مُوْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ ،وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ)) (25)

"رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے کھلانے والے، لکھنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا: یہ سب ایک جیسے ہیں"۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَانِ)) ، "آج رات میں نے دو آدمی دیکھے"، "وہ

(23) سورة النساء:161. (24) سورة الروم:39.

(25) مسلم:1218/8، ترمذي :503/3، أبو داؤد:244/3 اور ابن ماجه:764/2.

میرے پاس آئے اور مجھے ارض مقدسہ کی طرف لے گئے ، جب ہم چلے گئے تو ہمارا گذر خون کی ایک ایسی ندی سے ہوا جس میں ایک آدمی کھڑا تھا ، اور نہر کے درمیان (والے کنارے) پر ایک آدمی ہے جس کے سامنے پتھر تھے، تو نہر میں کھڑا شخص کنارے کی طرف آیا، ((فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرُدَّ حَيْثُ كَانَ))،"جب وہ آدمی باہر نکلنا چاہتا تو یہ آدمی اس کے منہ میں ایک پتھر مارتا، جس سے وہ دوبارہ وہیں چلا جاتا جہاں وہ پہلے تھا''۔

اور وہ بار بار ایسا ہی کرتا تھا کہ جب بھی باہر نکلنے کے لئے (کنارے کی طرف) آجاتا، تو یہ اس کے منہ میں ایک پتھر مارتا جس سے وہ وہیں واپس لوٹ جاتا جہاں وہ پہلے تھا، ((فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟))"تو میں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے''؟

"تو اس (فرشتہ) نے کہا: "الَّذِيْ رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ آكِلَ الرِّبَا"''یہ جو آدمی آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے"۔ (26)

اور بروایت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَات)،قَالُوا يَا رُسُولَ اللّٰهِ ، وَمَاهُنَّ؟، قَالَ (الشِّرْكُ ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ،وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ،وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) (27)

---

(26) البخاري:11/3 اور فتح الباري شرح صحيح البخاري :313/4.

(27) البخاري مع الفتح:393/5.

"سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرلو،صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کونسی چیزیں ہیں؟ فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، بغیر حق کے کسی بے گناہ کا خون بہانا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا"۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:((مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَاءِ اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ)) (28)

"جو کوئی بھی کثرت سے سود خوری کرے گا (تا کہ اسکا مال بڑھ جائے) تو اسکا انجام یہ ہوگا کہ (اس کا) وہ (مال) کم ہو جائے گا"۔

سلمان بن عمرو نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اس نے کہا: میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

((أَلَا إِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ،لَكُمْ رُؤُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ،أَلَا وَاِنَّ كُلَّ دَمٍ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضَعاً فِيْ بَنِيْ لَيْثٍ، فقتلته هُذَيْلٌ، قَالَ: اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟، قَالُوْا نَعَمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ:اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ))(29)

"خبردار کہ جاہلیت کا ہر ایک سود کالعدم قرار دیا جاتا ہے،تم اپنا اصل سرمایہ واپس لے لیں، نہ

---

(28) سنن ابن ماجه: 765/2،شيخ ناصر الدين الباني نے"صحيح الجامع الصغير:120/5 "میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے:"صحيح الجامع:120/5 ".

(29) سنن أبي داؤد ...عون المعبود :183/9شمار:3318.

تم ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا، نیز خبردار کہ جاھلیت کا ہر ایک خون کا بدلہ کالعدم قرار جاتا ہے اور اس میں سے جو سب سے پہلا خون میں کالعدم قرار دیتا ہوں وہ (میرے قبیلہ کے) حارث بن عبد المطلب کا خون ہے، جو کہ بنولیث میں دودھ پینے کے لئے دیا گیا تھا، تو بنو ہذیل نے اسے قتل کیا، فرمایا :اے میرے اللہ کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچایا؟، لوگوں نے کہا: ہاں تین مرتبہ، پھر تین مرتبہ فرمایا: اے میرے اللہ گواہ رہنا"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام نے دور جاہلیت کے جو احکام پائے ہیں انہیں اسلام نے رد کیا اور ان پر اعتراض کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی کافر کفر کی حالت میں سود پر رقم دے، پھر اسلام قبول کرنے تک اپنا مال واپس نہ لیا، تو اسلام لانے کے بعد اب وی صرف رأس المال (اپنا اصل مال) لے گا اور سود چھوڑ دے گا، البتہ جو چیزیں پیچھے گذر چکیں تھیں تو اسلام انہیں عفو و درگذر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان گذری چیزوں پر ان سے پوچھ گچھ نہیں کرتا اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے گذر چکی چیزوں سے درگذر فرمایا ہے، اسلام سے پہلے کی ہوئی گناہوں کے لئے اسلام قبول کرنا باعث مغفرت بنتا ہے۔(30)

---

(30) دیکھئے:عون المعبود شرح سنن أبي داؤد:183/9.

دوسری فصل

ربا الفضل (اضافہ کی صورت میں سود)

أ۔ اس کے بارے میں وارد چند نصوص۔

ب۔ اس کا اور سود کے دیگر اقسام کا حکم۔

أ۔ ربا الفضل کے بارے میں وارد چند نصوص

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، اِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ ،وَلَا تَشْفُوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ)) ، (31) ((وَلَا تَبِيْعُوْا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ،اِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ وَلَا تَشْفُوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ)). (32)

"جب بھی سونا بیچو تو ایک دوسرے کے برابر برابر بیچنا، اور ایک حصہ کو دوسرے سے کم یا زیادہ نہ رکھنا اور جب بھی چاندی بیچو تو ایک دوسرے کے برابر برابر بیچنا، ایک حصہ کو دوسرے سے کم یا زیادہ نہ رکھنا"۔

اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو موجود ہوں بروقت دینی ہوں، اور جو موجود نہ ہوں بعد میں دینی ہوں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَبِيْعُوْا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ،وَلَا بِالدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ)) . (33) " ایک دینار دو دیناروں کے بدلہ اور ایک درہم دو درہموں کے بدلہ نہ بیچو"۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ،وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ،وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ،وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ،وَالتَّمْرُ

(31) یعنی ایک دوسرے سے زیادہ نہ دو، شف کا مطلب ہے اضافہ کرنا، اور یہ کم کرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے، یہ اضداد میں سے ہے، از "تعليق محمد فؤاد على مسلم:1208/3"۔

(32) مسلم:1208/3،البخاري:21/3. (33) مسلم:1209/3، حديث نمبر:1585.

بِالتَّمْرِ،وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ،مِثْلاً بِمِثْلٍ،سَوَاءً ا بِسَوَاءٍ ،يَدًا بِيَدا، فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ،اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ)) (35)

"جب سونے کے بدلہ سونا، چاندی کے بدلہ چاندی، جو کے بدلہ جو، گندم کے بدلہ گندم، کھجور کے بدلہ کھجور اور نمک کے بدلہ نمک ہو تو وہ ایک جیسا، برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ ہونا چاہئے، البتہ جب یہ چیزیں الگ الگ ہوں تو جیسے چاہو ویسے بیچو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ دونوں چیزیں (یعنی نقدی) دی جائیں۔

معمر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اس نے اپنا ایک غلام ایک صاع گیہوں لے کر بھیجا، تو فرمایا: "بِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ شَعِيْرًا" ''اسے بیچ دو پھر اس سے گندم خریدو"، تو وہ غلام گیا تو اس نے ایک صاع (گندم) اور کچھ اس سے زیادہ (گیہوں کے ایک صاع کے بدلہ) لایا ،تو جب وہ معمر کے پاس پہنچا اسے یہ بتا دیا، تو معمر نے اس سے کہا: تو نے ایسا کیوں کیا؟، واپس جاؤ اور اس (اضافی مقدار) کو واپس لوٹاؤ اور صرف برابر وزن پکڑو؛ یقیناً میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ: ((اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)) "خوراک کے بدلہ ایک جیسی (برابر برابر) ہونی چاہئے"۔

اور اس وقت ہماری خوراک گندم تھا، اس سے کہا گیا: یہ (گیہوں) تو اس (گندم) جیسا نہیں ہے، (یعنی دونوں الگ الگ جنس ہیں، جن میں تبادلہ کے وقت برابر برابر ہونا لازمی نہیں ہے) تو اس نے کہا: مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ اسی کی قسم نہ ہو"۔(36)

(امام) مالک نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیہوں اور گندم ایک

(35) مسلم :1210/3،ترمذي :532/3 اور أبو داؤد:248/3.

(36) مسلم:1214/3،حديث نمبر:1592.

ہی قسم ہے، لہٰذا ان میں سے ایک کو دوسرے کے بدلہ میں دیتے وقت کسی ایک میں اضافہ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ جمہور کا مذھب اس کے برخلاف ہے جس کی طرف امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مائل ہوئے ہیں، جمہور کا قول یہ ہے کہ گیہوں الگ قسم ہے اور گندم الگ قسم ہے، ان میں کسی ایک کا دوسرے سے زیادہ دینا جائز ہے بشرطکہ تبادلہ ہاتھوں ہاتھ ہو جائے ، جیسے گیہوں کو چاول کے بدلہ دینے میں ایسا کرنا جائز ہے ، جمہور کی دلائل میں سے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: ((فَـاِذَا اخْتَـلَـفَـتْ هَـذِهِ الْأَصْـنَـافُ فَبِيْـعُـوْا كَيْفَ شِئْتُمْ،اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ))(37)

"جب یہ چیزیں الگ الگ قسموں کی ہوں تو پھر جیسے چاہو ویسے بیچو بشرطیکہ بیع ہاتھوں ہاتھ (نقدی) ہو"

اور نبی ﷺ کا یہ فرمان: ((لَا بَـأْسَ بِبَيْـعِ الْبُـرِّ بِـالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرُ أَكْثَرُ يَدًا بِيَدٍ وَأَمَّا نَسِيْئَةً فَلَا)) (38)

" گیہوں کو گندم کے بدلہ بیچنے میں کوئی حرج نہیں گرچہ گندم زیادہ بھی ہو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ تبادلہ کیا جائے ، البتہ ادھار کی صورت میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے"۔

رہی بات معمر والی سابقہ حدیث کی تو اس میں (اس بات کی) کوئی دلیل نہیں ہے (کہ یہ دونوں ایک ہی قسم ہیں)، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا؛ کیونکہ اس (معمر) نے صراحتا یہ نہیں کہا کہ گیہوں اور گندم ایک ہی جنس ہیں، بلکہ اسے اس کا خدشہ ہوا، لہٰذا اس نے احتیاطًا اس سے اجتناب کیا"۔(39)

(37) مسلم :1211/3، شرح النووي:14/11،ابو داؤد:249/3اورالعون:199/3.

(38)سنن أبي داؤد:248/3 اورعون المعبود:198/3.

(39) دیکھئے:شرح النووي:20/11۔

اس اعتبار سے اس میں کوئی بھی اشکال نہیں ہے-والحمد للہ - لہٰذا گندم مستقل قسم شمار ہوگی اور گیہوں بھی مستقل قسم شمار ہوگی، جن میں کمی بیشی سے تبادلہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ تبادلہ ہاتھوں ہاتھ نقدی ہو اور الگ الگ ہونے سے پہلے ہی ہر ایک نے اپنی اپنی مقصود چیز پکڑ لی ہو۔

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ابوھریرۃ اور ابو سعید نے اس سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عدی میں سے ایک انصاری شخص کو خیبر پر مقرر کرتے کرتے بھیجا، تو وہ نہایت عمدہ (40) کھجور لے کر کر آیا، تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ((أَكُلُّ تَـمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا))، " کیا خیبر کی ساری کجھوریں ایسی ہی ہیں؟"، تو اس نے عرض کی: اللہ کی قسم نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ، بلکہ ہم تو دو صاع خراب (41) کھجوروں کے بدلہ ایک صاع عمدہ کھجوریں خرید لیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَـفْـعَـلُـوْا ، وَلَكِـنْ مِثْلًا بِـمِثْلٍ،أَوْبِيْـعُـوْا هَـذَا وَاشْتَـرُوْا بِثَـمَـنِـهِ مِنْ هَذَا،وَكَذَلِكَ الْمِيْزَانُ)) (42)

"ایسا مت کرو، البتہ برابر برابر دیدو، یا پہلے یہ قسم بیچ دو پھر اس کی قیمت سے دوسری قسم خرید لو، اور یہی میزان ہے"۔

ابو سعید سے روایت ہے کہا: بلال رضی اللہ عنہ بُرنی کھجوریں لے کر آیا، تو

(40) یہ (جنیب) کھجور کی ایک نہایت عمدہ واعلی قسم ہے۔

(41) یہ (الجمع) کھجور کی ردی قسم کا نام ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ملی جلی کھجوروں کو کہتے ہیں۔

(42)مسلم :1215/3.

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:((مِنْ أَيْنَ هَذَا؟)) یہ کہاں سے لائے ہو؟ تو بلال نے عرض کی: میرے پاس خراب سوکھی کھجوریں تھیں، تو میں نے ان میں سے دو صاع کے بدلہ اس میں سے ایک صاع خریدا تا کہ نبی ﷺ کو کھلا سکوں، یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: ((أُوَّهْ(43)عَيْنُ الرِّبَا (44)،لَا تَفْعَلْ ، وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرْ بِهِ)) (45)

"افسوس یہی تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کرو بلکہ جب تم (اچھے کھجور) خریدنا چاہو تو ان (ردو کھجوروں) کو الگ سے بیچ دے، پھر ان (کی قیمت) سے (اچھی کھجوریں) خرید لے"۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے، کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ملی جلی (46) کھجوریں آتی تھی، تو ہم دو صاع ایک صاع کے بدلہ بیچ دیتے تھے، چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا:((لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ،وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ،وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ)) (47)

"دو صاع کھجوریں ایک صاع کے بدلہ نہ دو، دو صاع گیہوں ایک صاع کے بدلہ نہ دو، اور ایک درہم دو درہم کے بدلہ میں نہ دو"۔

(43) یہ لفظ رنج وغم کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے۔(44) عین الربا: یعنی حقیقی طور پر حرام سود۔

(45) مسلم:1215/3۔حدیث نمبر:1594۔

(46) یعنی اس (الجمع) سے مختلف قسم کی ملی جلی کھجوریں مراد ہیں، جو کہ ردی ہونیکی وجہ سے ایک دوسرے سے ملائی گئی ہوتی ہیں۔

(47)مسلم:1216/3، حدیث نمبر:1595.

ایک مُد عجوہ

فضالہ بن عبید اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: "رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے تو انکے پاس ایک رسی لائی گئی جس میں دانے تھے اور اس میں سونا بھی تھا، وہ مال غنیمت میں سے تھی جو کہ بیچی جا رہی تھی، تو اس ہار میں جو سونا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو وہ الگ نکالا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ)) (48)

"سونے کے بدلہ سونا برابر برابر وزن کا ہونا چاہئے"۔

فضالہ سے ہی مروی ہے کہا: میں نے خیبر کے روز بارہ دینار میں ایک ایسے ہار خریدی جس میں سونا اور دانے تھے، تو میں نے اس کو الگ الگ نکالا (49) تو میں نے اس میں بارہ دینار سے زیادہ پایا، تو میں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کو بتلا دیا تو انہوں نے فرمایا:

((لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ)) (50)

"یہ ہار تب تک بیچی نہیں جائے گی جب تک کہ اسے الگ نہ کیا جائے"۔

(48) مسلم:1213/3،شرح النووي:17/11۔

(49) یعنی میں نے اس کے دانوں سے سونا الگ نکالا۔

(50) مسلم:1213/3 اور شرح النووي:18/11۔

اس حدیث میں یہ تعلیم ہے کہ جو سونا کسی اور چیز کے ساتھ ملا ہوا ہو اسے تب تک بیچنا جائز نہیں ہے جب تک کہ اسے الگ نہ کیا جائے، پھر سونا اپنے برابر وزن کے سونے کے بدلہ بیچا جائے گا، اور دوسری چیز جس کے بدلہ مرضی ہو بیچی جائے گی، اسی طرح جس چاندی کے ساتھ کچھ ملا ہوا ہو اسے خالص چاندی کے بدلہ نہیں بیچا جائے گا، اسی طرح جس گیھوں کے ساتھ کچھ ملا ہوا ہو اسے خالص گیہوں کے بدلہ نہیں بیچا جائے گا، اسی طرح دوسری چیز کے ساتھ ملا ہوا نمک خالص نمک کے بدلہ نہیں دیا جائے گا، اور اسی طرح تمام دیگر ربوی چیزیں (جو کسی اور چیز سے ملی ہوئی ہوں خالص ربوی چیزوں کے بدلہ نہیں دی جائیں گی) ، بلکہ یہ ضروری ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ الگ کیا جائے، یہ مسئلہ (فقہاء کے ہاں) "مدّ عجوۃ" کے نام سے معروف ومشہور ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک مدعجوۃ اور ایک درہم دو مدعجوہ یا دو درہموں کے بدلہ بیچا تو یہ اس حدیث کی بناء پر جائز نہیں ہے۔ یہی عمر بن الخطاب اور اس کے بیٹے (عبداللہ بن عمر) سے اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے، اور یہی شافعی اور احمد بن حنبل کا مذہب بھی ہے۔(51)

(51) دیکھئے: شرح النووي :17/11.

ب۔سود کا حکم

امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: (52) من جملہ طور پر سود کے حرام ہونے پر مسلمانوں نے اجماع کیا ہے، اگر اس کی تعریف اور حدود وضوابط میں انہوں نے اختلاف کیا ہے،... اور نبی ﷺ نے چھ چیزوں: سونا، چاندی، جَو، گندم، کھجور اور نمک میں سود کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔

اہل ظاہر نے قیاس کی نفی کرنے کے اپنے اصول کی بنیاد پر کہا کہ: ان چھ چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز میں سود نہیں ہے۔

ان کے علاوہ دیگر تمام علماء نے کہا کہ: یہ (سود) صرف ان چھ چیزوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ یہ ان تمام چیزوں میں پایا جاتا ہے جو ان چیزوں کے معنی میں ہوں یعنی جن میں انہی جیسی علّت ہو۔

البتہ انہوں نے اس علّت کو متعین کرنے میں اختلاف کیا ہے جس کی وجہ سے ان چھ چیزوں میں سود حرام کیا گیا ہے۔

چناچہ شافعیہ نے کہا: سونا اور چاندی میں علّت یہ ہے کہ یہ (دو) تمام قیمتوں کی اصل جنس ہیں۔ لہٰذا ان کے علاوہ دیگر وزن کی جانے والی وغیرہ چیزوں میں سود نہیں ہے، کیونکہ وہ علت میں ان جیسی نہیں ہیں۔

(52) شرح النووي علی مسلم :11/9.

دوسری چار چیزوں میں علت یہ ہے کہ وہ خوراک ہیں، لہذا ان کے ساتھ ساتھ ہرایک کھائی جانے والی چیز میں سود پایا جاتا ہے۔

(امام) مالک نے سود اور چاندی کے بارے میں (امام) شافعی کے ساتھ موافقت کی ہے۔البتہ دیگر چار چیزوں کے بارے میں (مالک نے) کہا کہ: ان میں علت یہ ہے کہ وہ غذا کے لئے ذخیرہ کی جاتی ہیں، اور وہ قابل ذخیرہ ہیں۔

(امام) ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب یہ ہے کہ: سود اور چاندی میں علت یہ ہے کہ وہ وزن کی جاتی ہیں (یعنی تولی جاتی ہیں)، اور دیگر چار میں علّت یہ ہے کہ ناپی جاتی ہیں، لہذا ہر تولی اور ناپی جانے والی چیز میں سود پایا جاتا ہے۔

(امام) احمد اور (امام) شافعی کا قدیم اور سعید بن مسیّب کا مذہب یہ ہے کہ: ان چار چیزوں میں علت یہ ہے کہ وہ خوراک ہیں اور تولی جاتی ہیں، یا ناپی جاتی ہیں، انہوں نے دو چیزیں علّت قرار دی ہیں۔(53)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: " جمہور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اربعہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ سونا، چاندی، جَو، گندم، کھجور اور کشمش اپنی ہم جنس قسم کے بدلہ صرف اس صورت میں بیچا جائے گا جب وہ دونوں برابر ہوں؛ کیونکہ انہیں سے کسی ایک میں اضافہ ہونا مال کو باطل طریقہ سے کھانا (یعنی سود) ہے۔(54)

(53) شرح النووي على مسلم :9/11.

(54) فتاوی ابن تیمیہ: 347/20۔

اسی طرح علماء نے اس بات پر بھی اجماع کیا ہے کہ کسی بھی ربوی چیز (جس میں سود پایا جاتا ہو) اس کو اپنی ہم جنس قسم کے بدلہ اس صورت میں بیچنا جائز نہیں ہے کہ ان میں سے ایک نقدی اور دوسرا ادھار ہو، اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر یہ دونوں نقدی ہوں البتہ ان میں سے کوئی ایک علاوہ ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے، جیسے سونے کے بدلہ سونا۔

اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جب ربوی کو اپنی ہی جنس کی کسی ربوی چیز کے بدلہ بیچا جائے جیسے سونے کے بدلہ سونا، یا کھجور کے بدلہ کھجور، یا اپنی جنس کے علاوہ کسی ایسی ربوی چیز کے بدلہ بیچا جائے جو اس کے ساتھ علّت میں یکساں ہو جیسے سونے کے بدلہ چاندی یا گیھوں کے بدلہ گندم تو اس صورت میں بدل پکڑنے (یعنی تقابض) سے پہلے ہی مجلس (برخواست کر کے اس) سے الگ الگ ہو جانا جائز نہیں ہے۔(55)

خلاصہ کلام سابقہ بحث یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں ناپنے، تولنے اور خوراک کی صفت ہو اور وہ ایک ہی جنس کے ہوں تو ان میں سود ہے، جیسے: جَو، گندم، مَکائی، چاول اور باجرا۔

البتہ جن چیزوں میں ناپنے، تولنے اور خوراک کی صفت موجود نہ ہو اور ان کی جنس بھی الگ الگ ہو تو ان میں سود نہیں ہے، جیسے: اسپست اور گھٹلیاں۔(56)

(55) دیکھئے: شرح النووي :9/11.

(56) دیکھئے: المغني: از: ابن قدامہ: 8/4، نیل الأوطار: از: شوکانی: 6/358-346۔

تیسری فصل

ربا النسیئة (تاخیر کی صورت میں سُود)

أ. ربا ا لنسیئة کی تعریف

ب. چند ایسی نصوص کا بیان جو ربا النسیئة کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، اوراس سے منع کیا ہے۔

أ۔ ربا النسیئة کی تعریف

ربا النسیئة: ہی دور جاہلیت میں مشہور تھا چونکہ ان میں سے کوئی شخص ایک خاص مدت تک دوسرے سے اس شرط پر اپنا مال دیتا تھا کہ وہ ہر مہینہ اس میں سے ایک خاص مبلغ واپس لے گا، اور رأس المال اپنی جگہ پر باقی رہے گا، پھر جب وہ مدت مکمل ہوجاتی تو ہوا سے راس المال کا مطالبہ کرتا تھا، لیکن اگر وہ شخص ادا نہ کر پاتا تو صاحب مال مدّت اور مالیت دونوں میں اضافہ کرتا تھا، اوراس قسم کے سود کو نسیئہ یعنی تاخیر کا سود کہا گیا حالانکہ اسے ربا الفضل یعنی اضافہ کا سود بھی کہا جاسکتا ہے؛ کیونکہ دراصل اس صورت میں مدّت ادا کو مؤخر کرنا ہی مقصود ہوتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف ربا النسیئہ (تاخیر کی صورت میں سود) کو ہی حرام قرار دیتا تھا؛ اس بنیاد پر کہ یہی قسم اہل عرب میں (نزول قرآن کے وقت) متعارف تھی۔(57) البتہ عنقریب آگے ایسی دلائل آئیں گے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے اس نظریہ سے رجوع کیا ہے، اور ربا الفضل اور ربا النسیئہ دونوں کو حرام قرار دینے میں صحابہ کرام کے ساتھ موافقت کی ہے، لہذا اس معاملہ میں کوئی اشکال ہی باقی نہیں رہتا۔ وللہ الحمد والمنة۔

---

(57) دیکھئے: تفسیر المنار: 124/4.

ب. ربا النسیئۃ کے بارے میں وارد چند نصوص

اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ ربا النسیئۃ کے حرام ہونے میں پوری امت میں کوئی بھی اختلاف نہیں ہے اور صحابہ کرام اور ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان جو (سود کے حرام ہونے پر) اختلاف ہوا ہے۔

وہ دراصل ربا الفضل کے بارے میں ہے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے، اور ربا الفضل کے حرام ہونے میں دیگر صحابہ کرام کے ساتھ موافقت کہ ہے۔ ان شاء اللہ اس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

رہی بات ربا النسیئۃ کی تو اس کا حرام ہونا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

ابو صالح سے روایت ہے کہا: میں نے ابو سعید الخدری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "دینار کے بدلہ دینار، درہم کے بدلہ درہم، برابر برابر ہونا لازمی ہے لہٰذا جس نے اضافہ کیا یا علاوہ مانگا تو اس نے سود کھایا.

"تو میں نے اس سے عرض کی: ابن عباس تو اس کے برخلاف کہتا ہے،

انہوں نے جواب دیا: یقیناً میں ابن عباس سے ملا، تو میں نے اس سے پوچھا کہ: یہ جو تم کہتے ہو، کیا یہ ایسی چیز ہے جو تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، یا تو نے اسے اللہ کی کتاب میں پایا ہے؟۔

تو اس نے جواب دیا کہ: یہ میں نہ تو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور نہ ہی اسے کتاب اللہ میں پایا ہے، بلکہ مجھے اسامہ بن زید نے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((الرِّبَا فِيْ النَّسِيْئَةِ)) (58) "سود نسیئۃ میں ہے"۔

ابن عباس سے ہی ایک روایت میں ہے، کہا: مجھ سے اسامہ بن زید نے حدیث بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ)) (59) "خبر دار کہ سود صرف نسیئۃ میں ہے"۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ابن عباس اور ابن عمر کی دلیل اسامہ بن زید کی حدیث: ((الرِّبَا فِيْ النَّسِيْئَة)) تھی، پھر ابن عباس اور ابن عمر نے اس نظریہ سے رجوع کیا ہے، اور انہوں نے بھی ہم جنس (ربوی) چیز کو اضافہ کے ساتھ ایک دوسرے کے بدلہ میں دینا اس وقت حرام قرار دیا ہے، جب انہیں ابو سعید کی حدیث پہنچی ہے، جیسا کہ مسلم نے صراحتاً ان کا رجوع ذکر کیا ہے، اور یہ جو احادیث مسلم نے ذکر کی ہیں یہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ابن عباس اور ابن عمر کو نسیئۃ کے سوا تفاضل (کے حرام ہونے) کی حدیثیں نہیں پہنچیں تھی، لیکن پھر جب انہیں وہ پہنچیں تو انہوں نے ان کی طرف رجوع کیا۔

رہی بات اسامہ کی حدیث: ((لَا رِبَـا ءِ اِلَّا فِيْ النَّسِيْئَةِ)) کی تو بعض علماء نے کہا وہ حدیث (ابو سعید کی) ان احادیث کے ذریعہ سے منسوخ کی گئی ہے، چونکہ مسلمانوں نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل ترک کرنے پر اجماع کیا ہے، لہٰذا یہ اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے"۔(60)

(58) مسلم: 1217/3، شرح النووي: 25/11.

(59) مسلم: 1218/3، شرح النووي: 24/11، بخاري: 31/3، بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا رِبَا ءِ اِلَّا فِيْ النَّسِيْئَةِ)) "نسیئۃ کے علاوہ کسی چیز میں سود نہیں ہے"۔ دیکھئے: فتح الباري شرح صحيح البخاري: 381/4.

(60) شرح النووي: 25/11.

میں نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا نہایت ہی عمدہ اور کارآمد کلام پایا، تو میں نے اسے یہاں پر ذکر کرنا پسند کیا، وہ فرماتے ہیں:

"علماء نے اسامہ کی حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ البتہ اس کے درمیان اور ابوسعید کی حدیث کے درمیان جمع کرنے میں اختلاف کیا ہے،

کہا گیا کہ: یہ (حدیث اسامہ) منسوخ ہے، لیکن منسوخ ہونا احتمال سے ثابت نہیں ہوگا۔

یہ بھی کہا گیا کہ: لفظ: (لَا رِبَا) کا معنی یہ ہے کہ "سخت اور شدید سود جس پر عذاب شدید کی وعید سنائی گئی ہے (وہ صرف ربا النسیئۃ ہی ہے) جیسا کہ عرب کہتے ہیں: "**لَا عَالِمَ فِي الْبَلَدِ اِلَّا زِيْدٌ**"، "علاقہ میں زید کے سوا کوئی عالم نہیں ہے"، حالانکہ وہاں اس کے علاوہ اور بھی علماء ہوتے ہیں، البتہ یہ کہنے سے مکمل عالم ہونے کی نفی کرنا مقصود ہوتا ہے، اصلاً ہی کوئی عالم ہونے کی نفی کرنا مقصود نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح اسامہ کی حدیث میں ربا الفضل کی تحریم کی "مفہوم" کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے، لہذا ابوسعید کی حدیث اس پر مقدم کی جائے گی؛ کیونکہ اس کی دلالت منطوق سے ہے، اور حدیث اسامہ بڑے سود کے معنی پر محمول کی جائے گی، جیسا کہ گذر چکا ۔ واللہ اعلم"۔(61)

ابھی تک جو تفصیل گذر چکی اس سے ربا الفضل اور ربا النسیئۃ دونوں کا حرام ہونا بالکل واضح ہوا، لہذا اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ وللہ الحمد۔

---

(61)فتح الباري شرح صحيح البخاري: 382/4.

چوتھی فصل

بیع عینہ

أ۔ عینہ کی تعریف

ب۔ بیع عینہ کا حکم اور اس کے بارے میں وارد شدہ چند نصوص کا بیان

أ۔عینہ کی تعریف

عینہ: یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو اُدھار میں چیز بیچ دے اور اسے اس کے حوالہ کر لے ، پھر قیمت پکڑنے سے پہلے ہی اس چیز کو پہلی سے کم قیمت پر نقدی میں (واپس) خرید لے (62)۔

میں کہتا ہوں: اسکی مثال یہ ہے کہ: کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو سو روپیہ میں چیز بیچ دے جو سو روپیہ اسے ایک سال بعد ادا کرنا ہے، پھر اسی وقت وہ بیچنے والا خریدنے والے سے اپنی وہ چیز نقدی پچاس روپیہ میں واپس خریدے (اور پچاس روپیہ اس کے حوالہ کر دے) اور اب اس پہلے خریدار پر سو روپیہ پورے کا پورا باقی رہا (جو اسے سال بعد ادا کرنا ہے)۔

---

(62) دیکھئے: عون المعبود: 336/9۔

ب۔اس (قسم کی بیع) کے بارے میں وارد شدہ چند نصوص:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ((اِذَا تَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ ، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ)) (63) "جب تم عینہ کا کاروبار کرو گے، گائے کا دم پکڑو گے، کاشت کاری میں مست ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک ایسی ذلالت مسلط کرے گا جسے تب تک دور نہیں کرے گا جب تک کہ تم اپنے دین کی طرف واپس نہ آ جاؤ گے"۔

اس حدیث کی اور بھی کئی روایات ہیں۔(64)

بیع عینہ کے ناجائز ہونے کی طرف علماء کی ایک بہت بڑی جماعت مائل ہو گئی ہے، جن میں سے امام مالک بن انس، امام ابوحنیفہ، امام احمد، ہادویہ اور بعض شافعیہ بھی ہیں۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا: "یہ بات واضح ہے کہ جو لوگ عینہ کا طریقہ استعمال کرتے ہیں وہ اسے کاروبار (بیع) نام دیتے ہیں، حالانکہ ان دونوں یعنی فرخت کرنے والے اور خریدار نے عقد سے پہلے سود کی واضح حقیقت پر اتفاق کیا ہوا ہوتا ہے۔

---

(63) ابوداؤد: 275/3، العون: 335/9، شیخ ناصر الدین البانی نے کہا: یہ حدیث اپنی جملہ اسانید کو ملا کر کے صحیح ہے۔ دیکھئے: سلسلة الأحاديث الصحيحة: 15/1، حدیث نمبر: 11۔

(64) دیکھئے: مسند امام احمد : 84/2

اس کا نام معاملہ میں اور اسکی صورت کاروبار میں تبدیل کی گئی جس کا انہیں بلکل کوئی ارادہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ (کاروبار کی شکل) تو صرف حیلہ مکاری اور اللہ کے ساتھ دھوکہ ہی ہے۔

چونکہ وہ شخص حیلہ کرنا چاہے اس کے لئے آسان ترین حیلہ یہ ہے کہ، وہ کسی کو نوسو ننانوے درہم قرضہ کے نام پر دے، پھر ایسا کپڑا اسے پانچ سو درہم میں بیچ دے جو ایک درہم کے برابر تھا۔

چونکہ نبی ﷺ کا فرمان: ((إنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّات)) (65) "اعمال کا دارومدار ہی نیت پر ہے"، تمام حیلوں کو باطل قرار دیتا ہے، چونکہ اس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ دوسرے کے ساتھ ایسا معاملہ کرلے کہ اسے ایک ہزار روپیہ اس شرط پر قرضہ دئے کہ وہ اسے پندرہ سو روپیہ واپس لوٹائے؛ چونکہ اس نے قرض دینے سے اضافی رقم حاصل کرنا چاہی جس کے بارے میں اس نے یہ باور کرایا کہ یہ دراصل کپڑے کی قیمت ہے، حالانکہ حقیقت میں اس نے اسے نقدی ایک ہزار درہم اس شرط پر دیا کہ وہ بعد میں پندرہ سو درہم اس کو واپس لوٹائے، اور اس نے قرضہ کی صورت کو کاروبار کی صورت میں اسلئے تبدیل کیا کہ یہ حرام کام حلال ہوجائے۔

اور وہ اس نقصان کو دور نہیں کرتا ہے جس کی وجہ سے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، بلکہ وہ تو اس میں کئی اعتبارات سے مزید اضافہ وتاکید ہی کرتا ہے، جیسے: وہ اپنے محتاج قرض دار کے خلاف سلاطین اور حکام کے پاس ایسا دعویٰ درج کرتا ہے جو سود خوار بھی نہیں کرتا ہے؛ کیونکہ اسے عقد کی اس صورت پر بھروسہ ہوتا ہے جس میں اس نے حیلہ سے کام لیا ہوتا ہے"۔(66)

(65)البخاری:1/2.مسلم:3/1515. (66)نيل الأوطار: 6/363.

تیسرا باب

وہ چیزیں جن میں تفاضل (اضافہ) اور نسیئۃ (تاخیر) جائز ہے۔

پہلی فصل: جو چیزیں نہ ناپی جاتی ہیں اور نہ تالی جاتی ہیں ان میں تفاضل اور تأخیر کا بیان

دوسری فصل: نقدی اور اس کے احکام

تیسری فصل: شبہات سے دور رہنے کی تاکید

چوتھی فصل: سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج

أ۔ سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج

ب۔ سود حرام ہونے کے اسباب

پہلی فصل

وہ چیزیں جن میں تفاضل (اضافہ) اور نساء (تاخیر) جائز ہے۔

أ. جب علّت نہ ہو تو اس وقت تفاضل جائز ہونے کا بیان

ب. جو چیزیں نہ ناپی جاتی ہیں اور نہ تولی جاتی ہیں ان میں تفاضل جائز ہونے کا بیان، جیسے: حیوان کے ساتھ حیوان کا تبادلہ کرنا۔

أ. علّت نہ ہونے کی صورت میں تفاضل کا جواز

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جب دو ربوی چیزیں آپس میں علّت (سود کی وجہ) میں یکساں نہ ہوں تو انہیں ایک دوسرے سے کم و زیادہ اور نقد و ادھار دونوں صورتوں میں باہم تبادلہ کرنا جائز ہے، جیسے: جَو کے بدلہ سونا بیچنا، گندم کے بدلہ چاندی بیچنا وغیرہ جیسی دوسری ناپی جانے والی چیزیں۔

اسی طرح انہوں نے اس بات پر بھی اجماع کیا کہ اگر دو رِبوی چیزیں الگ الگ جنس کی ہوں تو ان میں بھی تفاضل (ایک کا کم اور دوسرے کا زیادہ ہونا، اگرچہ وہ سود کی علّت میں یکساں ہوں لیکن قسم چونکہ الگ الگ ہیں لہذا ان میں تفاضل) جائز ہے۔

البتہ شرط یہ ہے کہ وہ نقدی ہاتھوں ہاتھ ہوں (یعنی اس صورت میں ایک کا نقدی اور دوسرے کا ادھار ہونا جائز نہیں ہے)؛ جیسے: جَو کا ایک صاع گندم کے دو صاع کے ساتھ تبدیل کرنا، اور ان میں سے کسی بھی بات پر علماء کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں ہے"۔(67)

---

(67) شرح النووي: 9/11. مختصر تصرف کے ساتھ.

ب . ناپ یا تولی نہ جانے والی چیزوں میں تفاضل کا جواز

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ ، وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً"(68)

"باب اس بارے میں کہ غلام اور حیوان کے بدلہ حیوان کو تاخیر سے بیچنے کے بیان میں"۔

میں کہتا ہوں: حیوان کے بدلہ حیوان تاخیر سے بیچنے کے بارے میں علماء کرام (رحمہم اللہ) کا اختلاف ہے؛ چونکہ امت کے علماء میں سے جمہور جواز کے قائل ہیں، اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث سے استدلال کیا ہے، چونکہ اس سے مروی ہے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ان اونٹوں پر ایک لشکر سوار کروں جو میرے پاس تھے، کہا: چونکہ میں نے تب تک لوگوں کو ان پر سوار کیا یہاں تک کہ وہ اونٹ ختم ہو گئے، اور کچھ لوگ ایسے بچ گئے جن کے پاس سواری نہ تھی، کہا: تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ((ابْتَعْ عَلَيْنَا بِقَلَائِصَ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ إِلَى مَحِلِّهَا حَتَّى نَفِذَ هٰذَا الْبَعْثُ))

"صدقہ کے اونٹوں میں سے دو دو تین تین کم عمر اونٹوں کے بدلہ قرضہ میں ہمارے لئے ایک محدود مدت تک کے لئے سواریاں خریدو تا کہ ہم یہ لشکر روانہ کر سکیں"

(عبداللہ نے) کہا: چونکہ میں صدقہ کے اونٹوں میں سے دو دو تین تین کم عمر

(68) البخاری: 41/3، فتح الباری: 419/4.

اونٹوں کے بدلہ ایک مدت تک کے قرضہ کے طور پر سواری کے قابل ایک اونٹ اُدھار میں خریدتا تھا، یہاں تک کہ وہ لشکر روانہ ہوا، کہا: پھر جب صدقہ میں اونٹ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ قرضہ ادا کیا۔(69)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: ایک غلام نبی ﷺ کے پاس آیا اور ہجرت پر بیعت کی، چونکہ نبی ﷺ کو یہ پتہ نہ چلا کہ وہ غلام ہے، تو اس کا مالک آیا اور اس کا مطالبہ کیا، تو نبی ﷺ نے اس (کے مالک) سے فرمایا: ((بِعْنِيهِ)) "اس کو مجھے بیچ ڈالو"، تو پھر اسے دو سیاہ فام غلاموں کے بدلہ خریدا، پھر اس کے بعد نبی ﷺ نے کسی کے ساتھ تب تک بیعت نہ کی جب تک اس سے یہ نہ پوچھا کہ: " کیا وہ غلام ہے؟"۔(70)

اس حدیث میں ایک غلام کو دو غلاموں کے بدلہ بیچنے کا ثبوت ہے، خواہ قیمت یکساں ہو یا الگ الگ ہو، اور اس مسئلہ پر اجماع ہے، بشرطیکہ تبادلہ ہاتھوں ہاتھ نقداً ہو، اور یہی دیگر تمام حیوانات کا حکم ہے۔(71)

لہٰذا اگر کسی نے ایک غلام دو غلاموں کے بدلہ یا ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلہ کچھ مدت تک ادھار کی صورت میں بیچا تو راجح یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، جیسا کہ گذر چکا، اور یہی شافعی اور جمہور کا مذہب ہے۔

(69) مسند امام احمد: 216/2، اور دیکھئے: سنن ابی داؤد: 250/3.

(70) مسلم: 1225/3، شرح النووي: 39/11، ترمذي: 531/3 اور ابوداؤد: 250/3.

(71) دیکھئے: شرح النووي: 39/11 - 72، شرح النووي: 39/11.

ابھی تک جو بحث گذر چکی اس سے معلوم ہوا کہ حیوان کے بدلہ حیوان تفاضلاً (یعنی ایک طرف سے کم عدد ہوں اور دوسری طرف سے زیادہ) اور نسیئۃً (یعنی ایک فی الفور ادا کیا جائے اور دوسری طرف سے کچھ مدت بعد ادا کیا جائے) بیچنے میں راجح یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، البتہ فائدہ کی تکمیل کے طور پر میں یہاں پر صحابہ وتابعین کے چند آثار ذکر کروں گا جنہیں امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، اور وہ یوں ہیں:

1- ابن عمرؓ نے ایک قابل سواری اونٹ چار چھوٹے اونٹوں کے بدلہ ضمانت کی صورت میں خریدا، جیسے اس کا مالک ربذہ کے مقام پر ادا کرے گا۔(73)

2- رافع بن خدیج نے دو اونٹوں کے بدلہ ایک اونٹ خریدا، ایک اسے دیا اور کہا دوسرا میں کل لے آؤں گا۔إن شاء الله.

3- ابن عباس نے فرمایا: کبھی کبھار ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے۔

4- ابن المسیب نے کہا: دو اونٹوں کے بدلہ ایک اونٹ اور دو بکریوں کے بدلہ ایک بکری ادھار میں خریدنے میں سود نہیں ہے۔(74)

---

(72)

(73) یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے جو ربذہ کے نام سے مشہور ہے

(74) دیکھئے: صحیح البخاري:641/3، فتح الباري:419/4، یہ سب آثار اسی میں ہیں۔

دوسری فصل

صَرَف (کرنسی تبدیلی) اور اس کے احکام

أ. مُرَاطَلَه

ب. صَرَف

أ. مُرَاطَلة

مُرَاطَلة: لفظِ "الرَّطَل" سے مُفاعَلَة کے وزن پر ہے۔

عرف میں اس کا معنی: سونے کے بدلہ سونا اور چاندی کے بدلہ چاندی وزن کر کے بیچنا ہے۔(75)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سونے کے بدلہ سونا اور چاندی کے بدلہ چاندی بیچنا ہمارے نزدیک مُراطَلة ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی شخص ہاتھوں ہاتھ دس دینار کے بدلہ دس دینار پکڑ لے، بشرطیکہ جب دونوں قسم کے سونے کا وزن اور قسم ایک ہی ہو، اگر چہ تعداد کم وبیش بھی ہو، اور اس معاملہ میں (چاندی کے) دراہم بھی (سونے کے) دیناروں کے حکم میں ہیں۔(76)

لہٰذا اس اعتبار سے سونے کے بدلہ سونا اور چاندی کے بدلہ چاندی بیچنے میں وزن معتبر ہوگا، عدد نہیں، اگر کسی کے پاس سونے کے دس ٹکڑے ہوں اور وہ انہیں سونے کے پانچ ٹکڑوں کے بدلہ بیچے، اور دس ٹکڑوں کا وزن پانچ ٹکڑوں کے برابر ہو تو تبادلہ جائز ہے، اور یہی امام مالک نے مراطلہ سے مراد لیا ہے۔

---

(75) دیکھئے: شرح الزرقاني على موطأ الامام مالك: 284/3.

(76) موطأ: الامام مالك: 638/2.

ب. الصَّرف

اس میں کوئی شک نہیں کہ کرنسی تبدیل کرنے کے حوالہ سے ایک کرنسی کو دوسری کے ساتھ تبدیل کرنے کے لئے لوگوں کو کرنسی تبدیل کرنے (صَــــرف) کی بہت ضرورت ہے۔ چونکہ جب معاملہ ایسا ہے تو اسلام نے بھی اس معاملہ کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اسلام نے لوگوں کے لئے بالکل واضح کیا کہ اسمیں سے جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے۔

مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں یہ کہتا ہوا آیا کہ: دراہم کون تبدیل کرے گا؟ تو طلحہ بن عبید اللہ۔ جو کہ اس وقت عمر بن الخطاب کے پاس تھا اس نے کہا: اپنا سونا دکھاؤ، اور پھر جب میرا خادم آئے اس وقت آنا میں تمہیں بدلہ میں چاندی (کے درہم) دوں گا، تو عمر بن الخطاب نے کہا: نہیں واللہ ہرگز نہیں، یا تو تم اسے چاندی (کے درہم) ابھی دو یا اس کو اس کا سونا (یعنی دینار) واپس لوٹاؤ، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاء، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبَا اِلَّا هَاء وَهَاء(77)، وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبَا اِلَّا هَاء وَهَاء، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبَا اِلَّا هَاء وَهَاء)) (78)

"سونے کے بدلہ چاندی سود ہے سوائے اگر ہاتھوں ہاتھ ہو (تب سود نہیں ہے)، جَو کے بدلہ جَو سود ہے، سوائے یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو، گندم کے بدلہ گندم سود ہے سوائے یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو، کھجور کے بدلہ کھجور سود ہے، سوائے یہ کہ اگر ہاتھوں ہاتھ ہو (تو تب سود نہیں ہے)"۔

---

(77) هَاءَ کی اصل هَاکَ ہے، پھر کاف کی جگہ ہمزہ لایا گیا، اور اس کا معنی: خُذْ هَذَا "یہ لو" ہے۔

(78) مسلم: 1210/3، البخاري: 30/3 اور المُوطأ: 636/3.

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: " علماء نے فرمایا کہ: اس کا معنی (مجلس میں ہی) تقابض (مال پکڑوانا حوالہ کرنا) ہے۔ چونکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب دو ایسی ربوی چیزیں باہم ایک دوسرے کے بدلہ دی جائیں جن میں سود کی علّت یکساں ہو تو ان کا ہاتھوں ہاتھ ادا کرنا شرط ہے، خواہ ان کی جنس ایک جیسی ہو جیسے سونے کے بدلہ سونا، یا جنس الگ ہو جیسے سونے کے بدلہ چاندی، اور نبی ﷺ نے الگ الگ قسم والی چیزوں کی مثال دے کر (من باب اوٗلی) ان کی طرف بھی رہنمائی فرمائی جو چیزیں ایک ہی قسم کی ہوں۔

البتہ رہی بات طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی کہ جب اس نے سونے (کے دینار) والے شخص کے ساتھ اس طرح سے کرنسی تبدیل کرنا چاہی کہ وہ سونا اسی وقت پکڑ لے اور (چاندی کے) درہم خادم کے آنے تک مؤخر کر لے، تو یہ بات اس نے اس لئے کہی ؛ کیونکہ اس نے سمجھا تھا کہ شاید دوسری چیزوں کی طرح ان چیزوں میں بھی ایسا جائز ہے (کہ بدلہ کی چیز ابھی لے لیں اور اپنی چیز تاخیر سے بعد میں دیدیں)، اور اسے اس مسئلہ کا حکم معلوم نہیں تھا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے جب اسے اس مسئلہ کا حکم بتا دیا تو اس نے اس طرح کی کرنسی تبدیلی ترک کی۔ (79)

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے، عمرو سے روایت ہے، ابو المنہال سے روایت ہے، کہا: میرے ایک شریک نے حج کے موسم تک کے لئے ادھار میں (سونے کے بدلہ) چاندی بیچی (یعنی حج کے موسم میں سونا وصول کرنے کی شرط پر چاندی اسی وقت دی) ، پھر میرے پاس آیا اور مجھے اس کی اطلاع دی، تو میں نے کہا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اس نے کہا: میں نے

---

(79) شرح النووي: 13/11.

بھرے بازار میں اس قسم کا خرید وفروخت کیا تو کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا، تو میں براء بن عازب کے پاس گیا، اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا، تو اس نے کہا: نبی ﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف فرما ہوئے تو اس زمانے میں ہم اسی طرح کا کاروبار کرتے تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلا بَأْسَ بِهِ ، وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَهُوَ رِبَا))

"اس میں سے جو کچھ ہاتھوں ہاتھ ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے البتہ جو تاخیر سے ہو تو وہ سود ہے"

(براء نے) کہا: زید بن ارقم سے جا کر پوچھو یقیناً اسکی تجارت میری تجارت سے بڑھکر تھی، تو میں اس کے پاس گیا، اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا، تو اس نے بھی برابر ایسا ہی کہا "۔ (80)

بخاری رحمہ اللہ نے کہا: "بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ "، "باب چاندی کے بدلہ سونا ہاتھوں ہاتھ بیچنے کا بیان"، پھر ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی:

"نَهَى النَّبِيُّ عَنِ الفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةَ كَيْفَ شِئْنَا ، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنا" (81)

" نبی ﷺ نے چاندی کے بدلہ چاندی اور سونے کے بدلہ سونا بیچنے سے منع کیا سوائے یہ کہ جب برابر برابر ہو، البتہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم چاندی کے بدلہ سونا اور سونے کے بدلہ چاندی جس طرح چاہیں بیچیں (البتہ اسمیں ہاتھوں ہاتھ ہونا شرط ہے)۔

بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ " نبی ﷺ نے قرضہ کی صورت میں چاندی کے بدلہ سونا بیچنے سے منع کیا ہے"۔ (82)

---

(80) البخاري: 31/3، مسلم.　　(81) البخاري: 31/3.

(82) البخاري: 31/3، اور دیکھئے: شرح الموطأ از زرقاني: 282/3.

مذکورہ احادیث سے درج ذیل باتیں واضح ہوئیں:

1- یہ کہ چاندی کا چاندی ساتھ اور سونے کا سونے کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دونوں چیزیں برابر برابر ہوں اور ایک ہی مجلس میں تبدیلی کے وقت ہی ہاتھوں ہاتھ تبدیلی طے پائے۔

2- یہ کہ سونا چاندی کے ساتھ اور چاندی سونے کے ساتھ تبدیل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ تبادلہ ایک ہی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ طے پائے، اور اس صورت میں سونے اور چاندی کا ایک دوسرے سے اس اعتبار سے کم یا زیادہ ہونا کہ سونے کا وزن چاندی کے وزن سے کم ہو، یا چاندی ہی وزن میں سونے سے زیادہ ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بشرطیکہ یہ تبادلہ ایک ہی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ نقدی میں طے پائے۔

3- یہ کہ سونے کے بدلہ سونا، چاندی کے بدلہ چاندی، چاندی کے بدلہ سونا اور سونے کے بدلہ چاندی کی خرید وفروخت میں قرضہ (ادھار) مطلقا جائز نہیں ہے۔ چونکہ اگر کسی شخص نے بنک (وغیرہ) سے سونے کی کرنسی دوسرے سونے کی کرنسی سے تبدیل کرنا چاہی، اور فریقین میں سے ایک نے اپنی کرنسی دیدی اور دوسرے نے ایک خاص مدّت کے بعد اپنی کرنسی (دینے کا وعدہ کرکے) مؤخر کی تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس صورت میں ہاتھوں ہاتھ نقدی حوالگی کی شرط مفقود ہے، اور اسی طرح چاندی کے بدلہ چاندی، چاندی کے بدلہ سونے اور سونے کے بدلہ چاندی کے تبادلہ کا حکم بھی یہی ہے کہ ان میں سے کسی بھی چیز (کے آپسی تبادلہ کی صورت) میں قرضہ (ادھار) مطلقا جائز نہیں ہے۔

تیسری فصل

شبہات سے دور رہنے کی ترغیب

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان کو ہمیشہ شریعت کے تمام احکام کی عمل آوری کا حریص ہونا چاہیئے، واجبات پر عمل کرے، حرام اور مکروہ چیزوں کو ترک کرے اور مستحب پر عمل کرے، حسب حال وحسب ضرورت کبھی مباح چیزوں کو بھی چھوڑ دے، اور یہ جانتے ہوگے شبہات سے بھی دور رہیکہ مشتبہ چیزیں حرام تک پہنچاتی ہیں۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے -نعمان نے اپنی انگلی سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کیا- سنا کہ: **((إِنَّ الْحَلالَ بَيِّنٌ ، وَ إِنَّ الْحَرامَ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُما مُشْتَبِهاتٌ ، لا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ .فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ،وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهاتِ وَقَعَ فِي الْحَرامِ. كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ ، ألا وإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، ألا وإنّ حِمَى اللهِ مَحارِمُهُ ؟ أَلا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ،وَإِذا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلا وَهِيَ الْقَلْبُ)) (83)**

"یقیناً حلال واضح ہے، اور بے شک حرام واضح ہے، البتہ ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے ہیں، الہٰذا جو مشتبہ چیزوں سے بچا رہا تو یقیناً اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا، اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑا تو وہ حرام چیزوں میں ملوث ہوگا، اسکی مثال اسی چرواہے کی ہے جو ممنوعہ چیراگاہ کے اردگرد اپنے ریوڑ کو چراتا ہے، ممکن ہے کہ وہ ریوڑ اس ممنوعہ چراگاہ میں داخل ہوجائے، خبردار کہ ہر ایک بادشاہ کی ایک خاص چراگاہ ہوتی ہے (جس میں اور لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوئی)، خبردار کہ اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزیں اس کی خاص چراگاہ ہیں (جن میں لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے)، خبردار کہ جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ جب وہ سلامت رہے تو سارا جسم درست رہتاہے، اور جب وہ خراب ہوجاتا ہے تو سارا جسم خراب ہوجاتاہے، خبردار کہ وہ دل ہے"۔

---

(83)مسلم:1219/3، ابوداؤد مختصرا: 243/3، نسائي:241/7، البخاري:19/1، فتح الباري:126/1 اور حدیث کے مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''علماء نے اس حدیث کے عظیم المرتبت اور اس کے کثرت فوائد والی حدیث ہونے پر اور اس بات پر اجماع کیا ہے کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے (یعنی وہ اسلام کالبّ لباب ہیں)۔علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ: یہ حدیث ایک تہائی اسلام ہے، نیز اس حدیث اور: **((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ)) (84)** اور: **((مِنْ حُسْنِ إِسْلامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالا يَعْنِيهِ))**(85) پر اسلام کا دارومدار ہے''۔

امام ابوداود نے فرمایا: اسلام کا دارومدار چار احادیث پر ہے: ''ان مذکورہ تین حدیثوں اور اس حدیث پر: **((لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِه)) (86)**

یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوتھی حدیث (جس پر اسلام کا دارومدار ہے) یہ ہے: **((ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللهُ ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ))(87)**

علماء نے فرمایا: اس حدیث کے عظیم المرتبت ہونے کا سبب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حلال خردونوش اور لباس وغیرہ اختیار کرنے اور شبہات کو ترک کرنے کی ہدایت دی؛ چونکہ یہی دین اور عزت کو (حرام میں ملوث ہونے سے) بچانے کا سبب ہے، اور اسمیں انہوں نے شبہات میں مبتلا ہونے سے ڈرایا اور اس بات کو چراگاہ کی مثال بیان کرنے سے واضح کیا ہے، پھر اس کے بعد اہم ترین معاملہ یعنی دل کا اہتمام کرنے کا ذکر کیا، اور بات واضح کی کہ دل کی اصلاح میں ہی باقی جسم کی اصلاح مضمر ہے، اور دل کے بگاڑ سے باقی تمام جسم کا بگاڑ لازم آتاہے۔

---

(84)البخاري:2/1، مسلم :1515/3. (85)موطأ: الامام مالک:903/3.

(86) البخاري: 9/1، مسلم: 67/1. (87) سنن ابن ماجة: 1374/2،نووي نے کہا: ابن ماجہ نے اسے حسن اسانید سے روایت کیا ہے، دیکھئے: شرح النووي:28/11.

یہ جوانہوں نے فرمایا: ((الحلال بین والحرام بین)) اسکا معنی یہ ہے کہ چیزوں کی تین قسمیں ہیں:

(1) حلال چیزیں: جن کا حلال ہونا بالکل عیاں ہے پوشیدہ نہیں ہے، جیسے: روٹی، شہد۔

(2) حرام چیزیں: جن کا حرام ہونا بالکل عیاں ہے، جیسے: شراب، خنزیر اور جھوٹ۔

(3) مشتبہات: رہی بات مشتبہات کی تو اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں ہے، اسی لئے بہت سے لوگ انہیں نہیں جانتے ہیں، اوران کا حکم بھی انہیں معلوم نہیں ہے۔ البتہ علماء دلیل، قیاس، استصحاب یا کسی اور طریقے... سے ان کا حکم جانتے ہیں"۔(88)

سابقہ چار احادیث کے ساتھ میں یہاں پر وہ قول جوڑنا چاہتا ہوں جو حافظ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباري میں ذکر کیا ہے، کسی نے کہا ہے:

عُمْدَةُ الدِّيْنِ عِنْدَ نَا كَلِمَاتٌ مُسْنَدَاتٌ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

دین کا لب لباب ہمارے ہاں چند کلمات ہیں جو کائنات کے سب سے بہترین انسان سے صحیح ثابت ہیں

اتْرُكِ الشُّبُهَاتِ ،وَازْهَدْ،وَدَعْ مَا لَيْسَ يَعْنِيكَ،وَاعْمَلَنْ بِنِيَّةٍ(89)

(وہ ہیں:)شبھات چھوڑو، زہد اختیار کرو، جوتمہارا کام نہ ہو اسے چھوڑ دو اور نیت کے مطابق عمل کرو

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان کاموں سے بچائے جو اسے ناراض کرتے ہیں اور ہمیں انہی کاموں کی توفیق فرمائے جیسے وہ پسند کرتا ہو اور جس پر وہ راضی ہو، وہی ایسا کرنے والا ہے اور اسی کو ایسا کرنے کی طاقت ہے۔

---

(88)شرح النووي، کچھ تصرف کے ساتھ :28/11. (89)فتح الباري شرح صحيح البخاري:129/1.

چوتھی فصل

سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج

أ. سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج

ب. سود حرام ہونے کے اسباب

أ۔ سود کے نقصانات، تباہ کاریاں اور نتائج

اس میں کوئی شک نہیں کہ سود کے بہت بڑے نقصانات ہیں اور اس کے بدترین نتائج ہیں دین اسلام نے انسانیت کو صرف انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جن میں انسانیت کی بلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابی ہے اور صرف انہی چیزوں سے منع کیا ہے جن میں ان کی برائی اور دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔ چونکہ سود کے بہت سے نقصانات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1- اخلاقی اور روحانی اعتبار سے سود کے نقصانات: چونکہ ہم سود کا کاروبار کرتے ہوئے صرف اسی شخص کو دیکھتے ہے جو اندر سے کافی زیادہ بخل، تنگ دلی، کند ذہنی، مال پرستی اور مادیت کی دلدادگی جیسی دیگر مضموم خصلتوں کا پیکر ہوتا ہے۔

2- سماجی اعتبار سے سود کے نقصانات: جو سماج سود کا کاروبار کرتا ہے وہ نہایت منتشر اور بکھرا ہوا سماج ہوتا ہے، ایسے سماج کے افراد آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ تب ہی دوسرے کی مدد کرتے ہیں جب انہیں اس مدد کے مقابلہ میں کسی نفع کی امید ہو اس سماج کا مالدار طبقہ اس کے غریب طبقہ کے ساتھ دشمنی اور نفرت رکھتا ہے۔

ایسے سماج کی خوشحالی باقی رہنا یا اس کا امن و امان قائم رہنا ممکن نہیں ہے بلکہ ایسے سماج کے افراد تو لازماً ہر صورت اور ہر وقت میں انتشاری کیفیت اور باہمی نفرت میں مبتلا رہیں گے۔

3- اقتصادی اعتبار سے سود کے نقصانات: دراصل سود سماجی زندگی کے اس شعبہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس میں لوگوں کے درمیان آپس میں قرضہ کی مختلف شکلوں اور صورتوں کے

معاملات پیش آتے ہیں اور قرضہ کی کئی قسمیں ہیں:

أ. ایسا قرضہ جو ضرورت مند لوگ اپنی ذاتی ضروریات پورا کرنے کے لئے لیتے ہیں، اور یہ سب سے وسیع ترین صورت ہے، جس میں لوگ ایک ایک دوسرے سے سود لیتے ہیں اور اس عافت سے تقریباً دنیا کے ممالک میں سے کوئی ملک بچ نہ پایا، سوائے جسے میرا رب رحم کرے؛ کیونکہ ان ملکوں نے ایسے اقدامات اٹھانے کی طرف کبھی دھیان ہی نہیں دیا جن کی رو سے ان ملکوں کے غریب مفلوک الحال اور متوسط آمدنی والے لوگ بسہولت قرضہ حاصل کر سکتے؛ چونکہ جب کبھی بھی ان غریبوں میں سے کوئی ایک سودخور کی چنگل میں پھنستا ہے، تو پھر زندگی بھر اس سے باہر نہیں آپاتا ہے بلکہ اس کے بیٹے اور پوتے نسل در نسل اس قرضہ کے بھوج تلے دبے رہتے ہیں"۔(90)

ب. ایسے قرضہ جات جو تاجر صنعت کار اور پراپرٹی ڈیلیر زمنافع بخش کاموں میں استعمال ہونے کے لئے حاصل کرتے ہے۔

ج. ایسے قرضہ جات جو کچھ ملک اپنے ضروریات پورا کرنے کے لئے دوسرے ممالک کی سرمایہ کاری منڈیوں سے حاصل کرتے ہیں۔

چونکہ ان قرضہ جات کا نقصان اور خسارہ زندگی بھر ایک سماج کو برداشت کرنا پڑے گا، خواہ وہ قرضہ جات تجارت کی غرض سے لے گئے ہوں، یا صنعت کی غرض سے، یا وہ ایسے قرضہ جات ہوں جو غریب ملک امیر ملکوں سے لیتے ہیں؛ چونکہ ان سب کا بہت بڑا

---

(90) دیکھئے: سود: از ابوالأعلی المودودی: ص:40 (عربی عبارت میں ابویعلی المودودی لکھا ہے)

خسارہ بالآخر اسی پورے سماج کو لاحق ہوتا ہے۔جس بہت بڑے خسارہ اور نقصان سے وہ سماج یا ملک کبھی چھٹکارا ہی حاصل نہیں کر پاتا ہے، اور یہ سب اس اسلامی طرز زندگی کو نہ اپنانے کا نتیجہ ہے، جو ہر قسم کے خیر کی طرف دعوت دیتا ہے، اور فقراء، مساکین اور مفلوک الحال محتاجوں کے ساتھ احسان مندی کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (91)

"اور تم نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور سرکشی پر ایک دوسرے کا ہاتھ نہ بٹاؤ"۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم، شفقت اور تعاون کرنے کا حکم دیا، چونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)) (92)

"یقیناً ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے دیوار جیسا ہے جسکا ایک حصہ یوں دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے، پھر اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں"۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ ، وَتَرَاحُمِهِمْ ، وَتَعَاطُفِهِمْ ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى)) (93)

" آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت، ہمدردی اور شفقت رکھنے میں مؤمنوں کی مثال یک جسم کی مثال ہے؛ کہ جب جسم کے کسی بھی حصے میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم تپ سہنے اور بیدار رہنے میں اس کا شریک ہوتا ہے"۔

---

(91) سورۃ المائدۃ: 02.

(92) البخاري: 122/1 مسلم: 1999/4 اور اللؤلؤ والمرجان: 195/3 یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

(93) البخاري: 77/7 مسلم: 1999/4 الفاظ مسلم کے ہی ہیں اور اللؤلؤ: 195/3.

لہٰذا اسلامی کے ہی صحیح اور مضبوط طرز زندگی اپنانے اور اسلامی احکام اور تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گذارنے سے ہی ہر قسم کی مصیبت سے چھٹکارا اور ہر قسم کی سعادت مندی اور فلاح و بہبودی کا حصول ممکن ہے۔

خلاصہ کلام: یہاں پر یہ ہے کہ سود کے بہت ہی خطرناک نقصانات اور بدترین نتائج ہیں، جو مختصر یہ ہیں:

1- سودخوار کی مدہوشی و حیرانگی: چونکہ سودخوار کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے روز اس شخص کی طرح آئے گا جس طرح وہ شخص آئے جسے شیطان نے لپیٹ کر مدہوش و حیران کیا ہو، قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو ان کے ساتھ یہ سود خوار بھی مجنون و پاگل حالت میں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

2- اسلامی سماجوں کو نقصان کا شکار کرنا، اسکی وضاحت گذر چکی۔ انسانی طاقتوں کو ختم کرنا، چونکہ سود کے ذریعہ سے سودخوار میں کہالت سستی اور بے کاری جنم لیتی ہے۔

3- بغیر محنت کے بعض لوگوں کے پاس مال دولت کے ڈھیر جمع ہوجانا۔

4- اقتصاد کو غلط راستے پر گامزن کرنا، اور اس سے اسراف وجود میں آتا ہے۔

5- مسلمانوں کا مال ان کے دشمنوں کے ہاتھوں میں دینا، اور یہ مسلمانوں کو (سود سے) لاحق ہونے والا بہت سخت نقصان ہے، وہ یوں کہ مسلمانوں میں محنت کرنے اور مال کمانے کے مواقع ختم ہوں گے اور یہ چیز مسلمانوں کو کمزور کرنے اور ان کے سرمایہ سے استفادہ کرنے میں ان غیر مسلموں یا سودخوروں کی مدد کرلے گی۔(94)

---

(94) دیکھئے: الربا و آثاره على المجتمع الانساني: ص:

ب۔سود حرام ہونے کے اسباب

اس بات میں کسی بھی مسلمان کو کوئی بھی شک نہیں ہے کہ اللہ عزوجل صرف اسی چیز کا حکم دیتا ہے جس میں بہت بڑی حکمت ہوتی ہے، چونکہ اگر ہمیں وہ حکمت معلوم ہوتی، تو یہ علم کا اضافہ ہے، الحمد للہ، اور اگر حکمت معلوم نہ ہو تو اس سے ہم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی، البتہ ہم سے تو صرف یہ مطلوب ہے کہ ہم اس چیز کو نافذ کریں جس کا اللہ نے حکم دیا ہو، اور اس سے باز رہیں جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں منع کیا ہو۔

چونکہ میں نے سود حرام ہونے کے اسباب کے حوالہ سے ڈاکٹر عمر سلیمان الأشقر کا کلام مطالعہ کیا، تو استفادہ میں اضافہ کرنے کی نیت سے میں نے اسے یہاں پر ذکر کرنا مناسب سمجھا، وہ اسباب یہ ہیں:

1- سود ظلم ہے، اور اللہ نے ظلم حرام کیا ہے۔

2- جن لوگوں کے دل (مادیت پرستی کے) مرض میں مبتلا ہیں، ان کی راہ مسدود کی جائے۔

3- سود میں دھوکہ دہی ہے۔

4- اس معیار کو برقرار رکھنا جس سے چیز کی حقیقی قیمت سامنے لائی جائے۔

5- سود اللہ کے (سکھائے ہوئے) منہج کے خلاف ہے۔(95)

(95) دیکھئے: الربا و آثاره على المجتمع الانساني: ص: 93.

خاتمہ

الحمد للہ مقدور بھر کوشش، بحث اور اہتمام کے بعد یہ کتاب مکمل ہوئی، چونکہ اس موضوع کی بہت بڑی اہمیت ہے، اور مخلص علماء ومحققین کے اہتمام کا مستحق ہے؛ کیونکہ سود امت اسلامیہ کے لئے بہت خطرناک آفت ہے؛ کیونکہ سود اللہ تعالیٰ کے منہج کے خلاف ہے، لہذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مکمل پیروی کریں، انہی کی پیروی میں ہر قسم کا خیر ہے، انسانوں میں سے جو ان کو مضبوطی سے تھامے اور ان میں جو احکام ہیں ان پر عمل کرے اس کے لئے انہی میں دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

جہاں تک اس متواضع کتابچہ کا تعلق ہے تو میں نے اس کے لئے اچھی کوشش صرف کی ہے، الحمد للہ، اور اس تحقیق کے نتائج میں سے چند ایسے اہم مسائل پیش کئے ہیں جن سے واقف ہونا ہر مسلمان پر واجب ہے؛ تا کہ وہ اس کام کے ارتکاب سے بچ سکے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے۔

چونکہ ان نتائج میں سے چند یہ ہیں:

1- سود کے حرام ہونے کے بارے میں وارد شدہ قطعی دلائل کی جانکاری، اور یہ کہ جس نے ان نصوص کی مخالفت کی تو اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ کیا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جنگ میں کون مدّ مقابل کھڑا ہو سکتا ہے؟۔

2- سود کے بارے میں یہود کے موقف کا تذکرہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر سود حرام کیا تو

انہوں نے کئی حیلے بہانے کئے اور اللہ اور اس کے رسولوں کو دھوکہ دیتے ہوئے اعلانا سود کھایا۔

3- قبل از اسلام دور جاھلیت کے عادات سے واقفیت کہ وہ ایسی حالت میں تھے جس پر رونا آتا ہے، وہ مادیت پرست بن چکے تھے، مال خواہ انہیں نقصان دہ اور حرام طریقوں سے ہی حاصل کیوں نہ ہوتا وہ اس پر ٹوٹ پڑتے تھے۔

اسی طرح ہمیں ان عقلوں کی خرابی اور جس فطرت پر اللہ تعالی نے ان کو پیدا کیا تھا اس کے الٹ ہوجانے کی بھی جانکاری ملی۔

4- یہ کہ اسلام نے جب سود حرام کیا تو اس نے لوگوں کو اس کا بدل دئے بغیر نہیں چھوڑا، بلکہ تجارت اور ایسی ہر ایک شراکت داری حلال قرار دی ہے، جو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر خیر و برکت اور فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے۔

5- یہ سود خوار ملعون ہے، اپنے رب کی رحمت سے دور کیا گیا ہے، جیسا کی صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

6- سود کی مختلف قسموں کی جانکاری، اور یہ کہ اسکی دو قسمیں ہیں: ربا الفضل اور ربا النسیئۃ اور یہ دونوں بالاجماع حرام ہیں۔

7- یہ کہ حیوان کے بدلہ حیوان کا کاروبار جائز ہے، اور ہر اس چیز کے آپسی تبادلہ میں اضافہ وتاخیر دونوں جائز ہیں جو چیز نہ ناپی جاتی ہو اور نہ ہی تولی جاتی ہو۔

8- یہ کہ کرنسی تبدیلی کے وقت قرضہ جائز نہیں ہے، بلکہ یہ لازم ہے کہ کرنسی تبدیل کرنے والے فریقین اپنی مقصودہ کرنسی بروقت ایک ہی مجلس میں وصول کریں، اسی طرح چاندی کے

بدلہ سونا یا سونے کے بدلہ چاندی قرضہ کی صورت میں بیچنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس قسم کی تجارت کے حرام ہونے کے بارے میں صحیح احادیث موجود ہے۔

9- مدّ عجوۃ نامہ کاروبار کے ناجائز ہونے کی واقفیت اور یہ کہ یہ نام فقہاء کے ہاں بہت معروف ہے۔

10- بیع عینہ کے حکم کی معرفت اور یہ کہ اس قسم کی تجارت صحیح احادیث سے حرام قرار دی گئی ہے، چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس قسم کی تجارت میں مبتلا ہیں، سوائے ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالی کی حفاظت شامل حال ہے۔

11- چند ایسی نصوص کا تذکرہ جو شبہات سے دور رہنے کی تاکید کرتی ہیں؛ یقیناً جو شخص شبہات میں مبتلا ہوا وہ حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ کہ پورا جسم دل کے تابع ہے، لہذا دل کے سُدھرنے سے پورا جسم سُدھر جائے گا اور دل کے بگڑنے سے پورا جسم بگڑ جائے گا۔

12- سود کے نقصانات اور نتائج بد اور اسکی تباہ کاریوں سے واقفیت ہونا اور یہ کہ زندگی کے کسی بھی شعبہ کی کامیابی، خوشحالی اور فلاح و بہبود صرف اسلامی طرز زندگی اپنانے میں ہی مضمر ہے۔

13- مسلمانوں کو سود خوری سے اور علاوہ مال کافر ملکوں کے بنکوں رکھنے سے پرہیز کرنے کی تاکید کرنا؛ جو ملک اس علاوہ مال سے سرمایہ کاری کرتے ہیں، یا اسے مسلمانوں کے ہی خلاف استعمال کرتے ہیں۔

14- دین اسلام کی چند خوبیوں کا تذکرہ اور یہ کہ یہ کامیابی، خوش بختی، رحمت، شفقت اور مسلمانوں کے درمیان آپسی ہمدردی سکھلانے والا دین ہے۔ یقیناً نبی ﷺ کی زبانی

احادیث نے مسلم امت کی یہ صفت رقم کی ہے کہ:((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) (96)

''یقیناً مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے''۔

چونکہ یہ بہت بڑا احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے سچے اور مخلص مسلماں پر کیا ہے۔

15- سود حرام ہونے کے اسباب کا بیان اور یہ کہ اللہ تعالی کو اسمیں بہت بڑی حکمت ہے، چونکہ ہمیں احکام شرعیہ میں حکمت سے واقف ہونے کا پابند نہیں بنایا گیا ہ٠ے، وللہ الحمد، لہذا اگر ہمیں کچھ احکام میں حکمت معلوم ہوئی تو یہ علم میں اضافہ تصور ہوگا اور اگر ہمیں حکمت معلوم نہ ہوئی تو ہم اس پر عمل پیرا ہوں گے جس کا ہمیں اپنے رب تعالیٰ نے حکم دیا ہوا ور اس کام سے پرہیز کریں گے جس سے اس نے ہمیں روکا ہوگا، اور ہم یہی کہیں کہ سمعنا واُطعنا، ''ہم نے سنا اور مان لیا''، اور ہمارا رب حکیم ہے ان امور میں جو اس نے بطور شریعت ہم پر عائد کئے ہیں اور وہی اس حکمت سے واقف ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ۔

آخر پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے کام خالص اپنی رضا کے لئے رکھے اور ہمیں علم، ہدایت اور توفیق میں اضافہ عطا فرمائے؛ وہی ایسا کرنے کا مالک ہے اور ایسا کرسکتا ہے۔

وصلى الله وسلم على عبده ورسوله وخيرته من خلقه نبينا محمد بن عبد الله

---

(96) اس کی تخریج گذر چکی ہے۔

فہرست احادیث وآثار

شمار	حديث	صفحہ	شمار	حديث	صفحہ
1	ابتع علينا بقلائص...		20	قد يكون البعير...	
2	اجتنبو السبع الموبقات		21	كانوا في الجاهلية...	
3	إذا تبايعتم بالعينة...		22	لعن رسول الله أكل الربا..	
4	ازهد في الدنيا...		23	ما أحد أكثر من الربا..	
5	اشترى ابن عمر راحلة		24	ما كان يدا بيد...	
6	اشترى رافع بن خديج...		25	مثل المؤمنين في توادهم...	
7	أكل تمر خيبر...		26	من أين هذا؟...	
8	ألاإن كل ربا...		27	من حسن إسلام المرء...	
9	ألا إنما الربا في النسيئة...		28	نهى عن بيع الذهب...	
10	إن الحلال بين...		29	نهى النبي عن الفضة...	
11	انما الأعمال بالنيات...		30	الورق بالذهب ربا إلا...	
12	ان المؤمن للمؤمن...		31	هذه آخر آية نزلت...	
13	بعينة فاشتراه...		32	لا بأس ببيع البر...	
14	الذهب بالذهب...		33	لا تباع حتى تقصل...	
15	الذهب بالذهب......		34	لا تبيعوا الدينار...	
16	رأيت الليلة رجلين...		35	لا تبيعوا الذهب ...	
17	الربا في النسيئة...		36	لا ربا في البعير...	
18	الطعام بالطعام...		37	لا صاعي تمر...	
19	فاذا اختلف هذه...		38	لا يؤمن أحدكم حتى...	

کتابیات

1.القرآن الكريم

2.تفسير القرآن الكريم، المعروف تفسير المنار، محمد رشيد رضا، ط :٢، دار المعرفة، بدون تاريخ.

3.تفسير القرآن العظيم:ابن كثير ،ط:دار المعرفة:1388هـ.

4.تفصيل آيات القرآن الحكيم، بہ زبان فرنسی از جول لابوم، مع استدراک از:ادوارڑ مونتيه، ط:دار الكتاب العربي، بيروت، ط:1، بدون تاريخ.

5.تفسير آيات الربا ، از سيد قطب، ط: دار الشروق:1400هـ.

6.زاد المسير في علم التفسير ، عبد الرحمن ابن الجوزي. ط:المكتب الاسلامى،ط:1:1384هـ.

7.سود: ازابوالأعلى المودودی،ط:مؤسسة الرسالة :1404هـ.

8.الربا و أثره على المجتمع:د/عمر سليمان الأشقر،ط:دارالدعوة،1:1404هـ.

9.جامع البيان في تفسير القرآن: محمد بن جرير الطبري،ط:دار المعرفة بيروت:1400هـ.

10.احكام القرآن: محمد بن عبد الله ابن العربي،تحقيق البجاوي،ط:دار المعرفة، بدون تاريخ.

11.سبل السلام شرح بلوغ المرام:الصنعاني،تحقيق :محمد عبد العزيز الخولي،ط:مكتبه عاطف نزديک الأزهر، بدون تاريخ.

12.سنن أبي داود، تحقيق :محمد محي الدين عبد الحميد ،ط:دار الفكر بدون تاريخ.

13.سنن النسائي،شرح جلال الدين السيوطي و حاشية السندي،ط:دار الفكر ، 1:1348هـ.

14.سنن الترمذي تحقيق:محمد فؤاد ،ط:الحلبي و أولاده، مصر :1396/3هـ.

15.سنن ابن ماجة ، تحقيق محمد فؤاد، ط:احياء التراث العربي،بدون تاريخ.

16.سلسلة الأحاديث الصحيحة:محمد ناصر الدين الألباني،ط:المكتب الاسلامى،ط:1:1399هـ.

17.السلسبيل فى معرفة الدليل ، صالح بن ابراهيم البليهي ، ط:دار الهلال الرياض :1401هـ.

18.شرح النووي ، ط:احياء التراث العربي:1392/2هـ.

19شرح الزرقاني على موطأ مالک:ط:دار المعرفة:1398هـ.

20.شرح السنة ، از بغوي، تحقيق: الشاويش و شعيب الأرنووط،ط:المكتب الاسلامي :1394هـ.

21.تيسير الوصول إلى مواضع الحديث في الكتب الأصول ،عبد المجيد محمد :ط:كويت :بدون تاريخ.

22.صحيح البخاري ، ط:المكتب الاسلامي ،استانبول.تركيا.بدون تاريخ.

23.صحيح مسلم :ط: إحياء التراث العربي،ط:1375/1هـ.

24.صفوة التفاسير ، محمد علي الصابوني،ط:دار القرآن الكريم بيروت ،ط:1401/2هـ.

25.صحيح الجامع الصغير ،الباني، ط: المكتب الاسلامي،ط:2:1399هـ.

26.عون المعبود بشرح سنن أبي داؤد :ط:المكتب السلفية،ط:3:1399هـ.

27.فتح الباري بشرح صحيح البخاري ، تعليق شيخ ابن باز ،ط:مكتبة الرياض ، بدون تاريخ.

28.فتاوى شيخ الاسلام ابن تيمية، جمع ابن قاسم ، ط:السعودية ،طبعة أولى کی تصویر :1398هـ.

29.فتح القدير از شوكانى ، ط: دار المعرفة بدون تاريخ.

30.الفتاوى السعودية ، عبد الرحمٰن بن ناصر السعدي،ط:مكتبة المعارف الرياض :1402هـ.

31.القاموس المحيط،مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي،ط:دار الفكر:1398هـ.

32.مفتاح كنوز السنة انگریزی زبان میں یہ ڈاکٹر اے۔ي۔فنسنک نے لکھی اور عربی میں اسے محمد فؤاد عبدالباقی نے ترجمہ کیا،ط:دار ترجمان السنة معارف الدهور :1398هـ.

33.المغنى ، عبد الله بن أحمد بن قدامة ،ط:مكتبة الرياض الحديثة:1401هـ.

34.المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي،ترتیب:مستشرقین کی ایک ٹیم.ط :د/أ.ي أفنسنک.

35.مسند الإمام أحمد ،ط:المكتب الاسلامي :بدون تاريخ.

36.نيل الأوطار للشوكاني:تحقيق عبد الرؤف و مصطفى محمد ،ط:الكليات الأزهرية:1398هـ.

37.المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم،ترتيب:محمد فؤاد، ط:دار الفكر :بدون تاريخ.

38.اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ،ط:إحياء التراث العربي،بدون تاريخ.

39.فى ظلال القرآن:از سيد قطب ، ط:دارالشروق،ط:1400/9هـ.

40.موطأ الإمام مالک بن أنس:تحقيق:محمد فؤاد عبد الباقي ،ط:دار إحياء الكتاب العربى، طبعة الحلبي و شركاء.بدون تاريخ.

41.فتاوى ابن تيمية:جمع:ابن قاسم ،طبعه المغرب.ربا.بدون تاريخ.

تاریخ تکمیل ترجمہ:

مورخہ 08 ستمبر 2017 بمطابق 16 ذوالحجۃ 1438ھ، بروز۔جمعۃ المبارکۃ

بوقت: A.M 09:50، بمقام: ٹینگہ پورہ بٹہ مالوسرینگر

ترجمہ: بکمل شد بقلم: مبشراحسن وانی المدنی ہیر پورہ شوپیان

پھر یہ ترجمہ

مورخہ:..بروز بدھ.................

فضیلۃ الشیخ:...

کومراجعہ کے لئے دیا گیا۔

انہوں نے مورخہ:.......................بروز بدھ.....................

واپس ارسال فرمایا، جزاہ اللہ خیرا۔

مترجم چندسطورمیں

نام: مبشراحسن وانی المدنی/ہیر پورہ شوپیان کشمیرالہند **تاریخ ولادت:** 10/12/1984

تعلیم: فاضل: جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (2007)، ایم۔فل: یونیورسٹی آف کشمیر (2015)

مترجم کے قلم سے

مترجم نے کئی کتابیں ترجمہ وتالیف کی شکل میں پیش کی ہیں، جن کا مختصر ذکر یوں ہے:

1- مناسک الحج والعمرة از امام البانی — ترجمہ — ط:2، 2017

2- ابن وهب وكتابه القدر — تالیف — مدینہ یونیورسٹی میں مقالہ، 2007 — غیرمطبوع

3- ہندوستانی محدثین کی خدمات — تالیف — مقالہ برائے عظمت اسلام کانفرنس سرینگر منعقدہ 2010 زیر اہتمام جمعیت اہلحدیث جموں وکشمیر — غیرمطبوع

4- سیرت کے بنیادی مصادر کا تعارف — تالیف — مقالہ برائے عظمت اسلام کانفرنس سرینگر منعقدہ 2010 زیراہتمام جمعیت اہلحدیث جموں وکشمیر — غیرمطبوع

5- بچیوں کی تعلیم اوراس کا مثالی طریقہ — تالیف — مقالہ برائے اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار کانفرنس سرینگر منعقدہ 2013 زیراہتمام جمعیت اہلحدیث جموں وکشمیر — غیرمطبوع

6- نومولود بچے کے کان میں اذان واقامت کی شرعی حیثیت — تالیف — ط:1، 2010

7- وحدت رؤیت از علامہ بکر أبو زید — ترجمہ — ط:1، 2012

8- احکام قربانی از ڈاکٹرحسام الدین عفانہ — ترجمہ — ط:1، 2012

9- اہل سنت وجماعت از ڈاکٹر عواد بن عبد اللہ المعتق — ترجمہ — ط:1، 2013

10- اعضاء کی پیوندکاری از ڈاکٹر محمد أمین سلام بطوش — ترجمہ — ط:1، 2014

11- اسقاط حمل کا حکم از ڈاکٹرعبد العزيز العجلان — ترجمہ — ط:1، 2014

12- جائزوناجائزوسیلہ از ڈاکٹرعواد بن عبد اللہ المعتق ترجمہ ط:1،2014

13- تعویذعقیدہ توحید کی میزان میں از ڈاکٹر علي بن نفيع العلياني ترجمہ ط:2،2017

14- صحابہ کی فیلم بنانے کاحکم از سپریم علماء کونسل سعودی عربیہ ترجمہ غیرمطبوع

15- گاڑیوں کے حادثات از سپریم علماء کونسل سعودی عربیہ ترجمہ غیرمطبوع

16- وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع نہیں ہے از ڈاکٹر عبد اللہ الجبرين ترجمہ غیرمطبوع

17- ایک ہی مسجد میں دوسری جماعت کاحکم از ڈاکٹر محمد طاهر حكيم ترجمہ غیرمطبوع

18- تسبیح: تاریخ اورحکم از ڈاکٹر علامہ بکر أبو زيد ترجمہ غیرمطبوع

19- النور از ڈاکٹر مسفر بن سعيد الغامدي ترجمہ غیرمطبوع

20- برصغیر ہندوپاک میں فتنۂ انکارحدیث از ڈاکٹر سمير إبراهيم ترجمہ غیرمطبوع

21- ادیان وفرق-ایک مطالعہ- تالیف غیرمطبوع

22- مذکرہ اذکارمشروعہ تالیف غیرمطبوع

23- مذکرہ سیرت النبی ﷺ تالیف غیرمطبوع

24- فقہ عبادات تالیف غیرمطبوع

25- مختصرسنن ابن ماجہ تالیف غیرمطبوع

26- مختصرسنن نسائی تالیف غیرمطبوع

27- الفرائد و الفوائد (اسلامک کوئز) تالیف غیرمطبوع

28- أدب الأطفال... ایم فل مقالہ کشمیر یونیورسٹی 2015 تالیف غیرمطبوع

29- الإفتراق ... از الدكتور ناصر بن عبد الكريم العقل ترجمہ ط:1،2015

30- أحكام السفر از الدكتور سعيد بن وهف القحطاني ترجمہ(جاری) غیرمطبوع

31- منبر کی زینت (خطبہ جمعہ اورخطیب کے آداب) تالیف غیرمطبوع

32- کلاس روم کی زینت (آداب معلم ومتعلم) (اختصار) غیرمطبوع (جاری)

33- عہدوپیمان کے قواعدوضوابط از ڈاکٹر خالد بن علي المشيقح ترجمہ ط:1،2016

34- علوم الحديث(جاري) تالیف غیرمطبوع

35- سنن نسائی وابن ماجہ، بأطلباء الكليه السّلفيه تالیف(2015) غیرمطبوع

36- علم تفسير القرآن الكريم تالیف(2015) غیرمطبوع

37- العقيدة الاسلامية تالیف(2016) غیرمطبوع

38- دروس في تفسير الجلالين تالیف(2016) غیرمطبوع

39- دروس في صحيح البخاري(جاري) تالیف(2016) غیرمطبوع

40- جمع المفاتيح في حل مشكاة المصابيح تالیف(2016) غیرمطبوع

41- مسلمان کی عید تالیف(2016) غیرمطبوع

42- أصول الفقه (جاري) تالیف(2016) غیرمطبوع

43- امتاع البصر بترتيب نزهة النظر تالیف(2016) غیرمطبوع

44- أربعون آية للنساء تالیف(2017) غیرمطبوع

45- أربعون حديثا للنساء تالیف(2017) غیرمطبوع

46- دروس في تفسير القرآن الكريم تالیف(2017)(جاری)غیرمطبوع

47- ماہ رمضان آداب واحکام،از: وزارت اسلامی قطر ترجمہ(2017) غیرمطبوع

48- قربانی (تعریف،حکم،شروط اوردیگراحکام) تالیف(2015) ط:1،2017

49- سوداوراس کی تباہ کاریاں،از: ڈاکٹر/سعيد بن وهف القحطاني ترجمہ(2017) غیرمطبوع

50- سیلبس برائے اسلامک اسٹڈیز کورس، تالیف(2015) ط:1،2017

اہم نکات

The

INTRUST

Importance and Rulings

Author

Saeed Bin Ali Alqehtani

Translated by

Mubashir Ahsan Wani Al-Madani

Mphil. University of kashmir(2015)

Published by

Ahsan Academy (A.A)